لاہور
ہفت روزہ

ندائے خلافت

42

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

6 تا 12 ربیع الثانی 1444ھ / یکم تا 7 نومبر 2022ء

قرآنی فضا میں زندہ رہیے!

قرآن کی اپنی ایک فضا ہے، جس میں اس کے قاری، اس کے مطالعہ کرنے والے، اس کے مضامین پر غور کرنے والے اور اس کے ساتھ ساتھ قدم بقدم چلنے والے زندہ رہتے ہیں۔ یہ فضا محض اس کا درس وتدریس اور قراءت ومطالعہ نہیں ہے، قرآنی فضا میں زندہ رہنے سے ہماری مراد یہ ہے کہ انسان اس قسم کے احوال وظروف میں زندگی گزارے جس میں کہ قرآن نازل ہوا تھا۔ وہی تحریک ہو، وہی جدوجہد ہو، مخالفت کے طوفانوں سے وہی مقابلہ ہو، معاندین کے ساتھ وہی کُشتی ہو، وہی انتظام واہتمام ہو جو امت مسلمہ کی پہلی صف کے وقت میں تھا۔ یہ جاہلیت جو آج روئے زمین پر محیط ہے اس کے ساتھ وہی مقابلہ ہو جو پہلی جماعت مسلمہ نے کیا تھا۔ قرآنی فضا میں زندگی گزارنے والے کے دل وجان اور حرکت وسکون میں یہی ولولہ ہو کہ اسے اپنے نفس میں اور تمام انسانوں کے قلب وروح میں اسلام کی روح کو پھونکنا ہے، جس طرح پہلی بار جاہلیت سے مقابلہ ہوا تھا، اب ایک بار پھر وہی مقابلہ کرنا ہے، جاہلیت کے ہر تصور، ہر عقیدے، ہر رسم ورواج اور ہر تنظیم کو مٹا کر اس کی جگہ پر زندگی کے ہر انفرادی واجتماعی شعبے میں اسلام کو نافذ کرنا ہے۔ قرآن کا ذوق حاصل کرنے کے لیے اس فضا میں زندہ رہنا اور اس فضا کو برپا کرنا ضروری ہے۔ قرآن کا نزول اس فضا میں ہوا تھا، اور اس کا عمل دخل انہی حالات میں قائم ہوا تھا۔ جو لوگ اس قرآنی فضا میں زندگی نہیں گزارتے، وہ قرآن کے درس وتدریس اور قراءت اور علوم کے خواہ کتنے ہی ماہر ہوں، اور ہر وقت اسی میں غرق رہیں، مگر وہ قرآن سے الگ تھلگ ہیں۔

تفسیر فی ظلال القرآن
سید قطب شہیدؒ

اس شمارے میں

اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ
تین اوامر اور تین نواہی
رپورٹ: سیمینار "ٹرانس جینڈر قانون.....
جو بائیڈن کا پاکستان مخالف بیان
اصلاح امت کا فریضہ
کوئی پُرسان نہیں غموں کا......

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت

سُورۃُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 105 تا

كَذَّبَتۡ قَوۡمُ نُوۡحِ ۣ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۚ‌ۖ ﴿۱۰۵﴾ اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ نُوۡحٌ اَلَا
تَتَّقُوۡنَ ۚ ﴿۱۰۶﴾ اِنِّىۡ لَـكُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِيۡنٌ ۙ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِ‌ ۚ ﴿۱۰۸﴾

آیت ۱۰۵: ﴿كَذَّبَتۡ قَوۡمُ نُوۡحِ ۣ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۰۵﴾﴾ ’’جھٹلایا نوحؑ کی قوم نے بھی رسولوںؑ کو۔‘‘

آیت ۱۰۶: ﴿اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ نُوۡحٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۰۶﴾﴾ ’’یاد کرو جبکہ ان کے بھائی نوحؑ نے ان سے کہا کہ کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرتے؟‘‘

آیت ۱۰۷: ﴿اِنِّىۡ لَـكُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِيۡنٌ ﴿۱۰۷﴾﴾ ’’یقیناً میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں۔‘‘

مجھے اللہ ربّ العالمین کی طرف سے تمہاری طرف جو پیغام دے کر بھیجا گیا ہے وہ میں بلا کم و کاست تم لوگوں تک پہنچا رہا ہوں۔

آیت ۱۰۸: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوۡنِ ﴿۱۰۸﴾﴾ ’’پس تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔‘‘

واضح رہے کہ رسولؑ کی دعوت کے ہمیشہ دو حصے رہے ہیں۔ اس کا پہلا حصہ ہے: فَاتَّقُوا اللّٰهَ یا اعۡبُدُوا اللّٰهَ یعنی اللہ کا تقویٰ اختیار کرو یا اللہ کی بندگی کرو! اور دوسرا حصہ ہے: وَاَطِيۡعُوۡنِ کہ میرا حکم مانو، میری اطاعت کرو! اس لیے کہ رسولؑ کی شخصی اطاعت لازم ہوتی ہے، جیسا کہ سورۃ النساء (آیت ۶۴) میں فرمایا گیا: ﴿وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ؕ﴾ ’’اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسولؑ کو مگر اس لیے کہ اُس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے‘‘۔ اس سورۂ مبارکہ میں یہ نکتہ ہر رسول کے حوالے سے بار بار دہرایا گیا ہے۔

درس حدیث

دولت مندوں اور عورتوں کے لیے لمحۂ فکریہ

عَنۡ اُسَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُمۡتُ عَلٰى بَابِ الۡجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنۡ دَخَلَهَا الۡمَسَاكِيۡنُ وَاَصۡحَابُ الۡجَدِّ مَحۡبُوۡسُوۡنَ غَيۡرَ اَنَّ اَصۡحَابَ النَّارِ قَدۡ اُمِرَ بِهِمۡ اِلَى النَّارِ وَقُمۡتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنۡ دَخَلَهَا النِّسَاءُ)) (رواہ بخاری)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’میں (معراج کی رات) جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں زیادہ تر غریب جا رہے ہیں اور دولت مندوں کو (حساب کے لیے) روک لیا گیا ہے۔ ان میں سے جن کے لیے آگ کی سزا تجویز ہوئی حکم دیا گیا کہ انہیں فوراً جہنم میں لے جاؤ۔ دوزخ کے دروازہ پر میں نے دیکھا کہ اس میں عموماً عورتیں جا رہی ہیں۔‘‘

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ

پاکستان ایک ایسے زخمی جاندار کی طرح زمین پر بے حس وحرکت پڑا ہے جس کا خون بہہ رہا ہے اور اُس کا گوشت اپنے بیگانے سب نوچ رہے ہیں۔ یہ اندازِ تحریر شاید کچھ قارئین پر بڑا گراں گزرے گا، لیکن یہ ہمارے دل کا دکھ ہے جو ایک روگ کی شکل اختیار کر رہا ہے۔ یہ اولاد کی محبت میں تڑپتی اُس ماں کا اندازِ بیان ہے جس کا نافرمان لختِ جگر اپنی ناروا حرکات اور اپنی غلط کارستانیوں کی وجہ سے والدین کے لیے سوہانِ روح اور اپنے خاندان کے لیے جگ ہنسائی کا باعث بنا ہوا ہے۔ پاکستان کا یہ حشر ونشر کسی ایک فرد، گروہ، جماعت، طبقہ، ادارے یا حکومت کی وجہ سے نہیں ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ہمارے سمیت پاکستان کے بائیس (22) کروڑ عوام سب اس کی بربادی کے ذمہ دار ہیں۔ البتہ یہ بات واضح رہے کہ گزشتہ پون صدی میں جس کے پاس جتنا اختیار اور اتھارٹی تھی وہ اتنا ہی زیادہ ذمہ دار ہے۔ عوام کا قصور اتنا ہی ہے جتنا کسی مظلوم کا ہوتا ہے کہ اُس نے کمزور اور ناتواں ہو کر ظالم کو ظلم کرنے کا موقع دیا۔ عوام پر جو غلامی مسلط کی گئی تھی عوام نے عارضی اور وقتی مفاد کو سامنے رکھا اور ظلم کے خلاف جدوجہد کی مشقت اٹھانے کی بجائے اِسے سہنے میں عافیت جانی۔ ہمارے نزدیک یقیناً عوام کا یہ قصور ہے، اگرچہ اکثریت اسے بے بسی اور اشرافیہ کے ظلم کی انتہا کا نتیجہ قرار دیتی ہے۔ بہرحال اس بات پر تو مکمل اتفاق ہے کہ پاکستان کی اس بربادی میں کلیدی اور اہم ترین کردار سیاسی، معاشی اور عسکری لحاظ سے طاقتور حلقوں کا ہے۔ اس حوالے سے عدلیہ بھی کسی سے پیچھے نہیں رہی جو جرم کے بجائے سٹیٹس کو دیکھ کر فیصلے کرتی ہے۔

سیاست کا حال تو کئی سال پہلے شورش کاشمیری نے ان الفاظ میں بیان کیا تھا: ''میرے وطن کی سیاست کا حال مت پوچھو، گھری ہوئی ہے طوائف تماش بینوں میں۔'' اس مملکت خداداد میں اس طرح بھی ہوا کہ راتوں رات ایک نئی سیاسی جماعت نے جنم لیا اور صبح تک ایوان کی اکثریت اُس نئی جماعت میں منتقل ہوگئی، لہٰذا اس نئی جماعت کی حکومت قائم ہوگئی۔ ہے کوئی پولیٹیکل سائنس کا طالب علم جو اس پر تبصرہ کر سکے۔ کیا تاریخ کا کوئی طالب علم اسے کسی مہذب قوم کی تاریخ میں کہیں سمو سکے گا۔

معیشت کی دردناک کہانی بھی سن لیجیے۔ اس حوالے سے پہلی ایک ڈیڑھ دہائی چھوڑ دیں، بعد میں ہم نے معیشت سے وہ کھلواڑ کیا کہ رہے نام اللہ کا۔ ایک وقت وہ تھا جب پاکستان اقتصادی لحاظ سے ایشیائی ممالک کی اکثریت پر بازی لے گیا تھا۔ یہ ممالک پاکستان سے اقتصادی منصوبے اور رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ پی آئی اے نے مشرقِ وسطیٰ کی بہت سی ایئر لائنز کو اُڑنا سکھایا۔ آج حالت یہ ہے کہ ماضی میں معاشی لحاظ سے ایشیاء کے یہی پسماندہ ممالک ہم سے اتنے دور اور آگے نکل چکے ہیں کہ پاکستانی دوربین لگائیں تب بھی وہ نظر نہ آئیں۔ اور وہ ایئر لائنز جنہیں پی آئی اے نے پالا پوسا تھا، تربیت دی تھی، وہ آسمان کی اتنی بلندی پر فراٹے بھر رہی ہیں کہ اگر آج پی آئی اے کا عملہ اُنہیں سر اٹھا کر دیکھنے کی کوشش کرے تو سر کی ٹوپی پشت کی طرف گر جائے گی۔

ہفت روزہ لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
6 تا 12 ربیع الثانی 1444ھ جلد 31
یکم تا 7 نومبر 2022ء شمارہ 42
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

روس سے غلطی ہوگئی دنیا کی دوسری بڑی سٹیل مل کراچی میں لگادی۔ آج اُس کے پُرزے کراچی میں ریڑھیوں پر بک رہے ہیں۔ سٹیل تو کھاپی کرڈکار لیا گیا ہے اب اُس مل کی زمین پر نظر ہے جس کی قیمت کئی ارب روپے ہے۔ بہرحال کتنے نوحے کہیں، کتنا ماتم کریں لیکن کچھ سدھرتے نظر نہیں آتا۔

عدلیہ میں نظریہ ضرورت کے موجد جسٹس منیر کو بہت رگیدا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ موجد ضرور تھے لیکن اس نظریہ پر کمال بعد میں آنے والے اکثر ججوں نے حاصل کیا۔ بہت سے تبصرہ نگاروں کی رائے میں کئی جج ایسے تھے، ایسے ہیں جو گیٹ نمبر چار کی طرف رخِ زیبا کر کے پوچھتے ہیں: بتا تیری رضا کیا ہے۔ ہم دہشت گردی کے خاتمے کے حوالے سے اپنی فوج کی کارگزاری کو تہ دل سے تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے قوم کو اس عفریت سے نجات دلائی لیکن اسٹیبلشمنٹ کا حب الوطنی کی سٹیمپ اپنے قبضہ میں لے لینا انتہائی غیر مناسب ہے، بلکہ سچ پوچھیں تو یہ انتہائی ضرررساں ہے۔ ہر دوسرے دن DG-ISPR میڈیا پر سیاست دانوں کو سبق پڑھاتا ہے کہ فوج کو سیاست میں نہ گھسیٹا جائے۔ کتنا خوبصورت ہے یہ سبق لیکن لوگ الزام دیتے ہیں کہ سیاسی شطرنج پر سب سے فیصلہ کن چالیں GHQ میں ہی چلی جاتی ہیں۔

افسوس اس بات کا ہے کہ ہم میں سے کوئی سبق سیکھنے کو تیار نہیں۔

عمران خان کی حکومت جب اُکھاڑ پچھاڑ کر کے ختم کی گئی تو کہا گیا کہ آئینی اور جمہوری طریقے سے اُن کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک منظور ہوئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آئین میں کہاں لکھا ہے اور یہ کون سی جمہوریت ہے کہ ایک جماعت کے اسمبلی ممبران خرید کر اُنہیں سندھ ہاؤس میں بند کر دو اور تحریک عدم اعتماد منظور کر لو۔ پھر قومی اسمبلی میں PTI کے ڈپٹی سپیکر نے کس قانون کے تحت تحریک عدم اعتماد اٹھا کر ایوان سے باہر پھینک دی تھی۔ نواز شریف کو اقامہ رکھنے پر زندگی بھر کے لیے نااہل قرار دے دیا گیا۔ یہاں بھی نوٹ کریں کہ پہلے (3)184 کے تحت نااہل کیا گیا، اُس وقت کوئی ٹائم فریم نہیں دیا گیا، بعد ازاں عدالت لگا کر اس نااہلی کو عمر بھر کے لیے کیا گیا۔ اب موجودہ چیف جسٹس تاحیات نااہلی کے قانون کو ڈریکولائی قانون قرار دے رہے ہیں۔ الیکشن کمیشن بھی پیچھے نہیں رہا۔ اُس نے ایک انتہائی احمقانہ بلکہ جاہلانہ فیصلہ کر کے عمران خان کی نااہلی کا اعلان کیا۔ بعد ازاں کہنا شروع کر دیا کہ ہم نے عمران خان کو صرف میانوالی سے ڈی سیٹ کیا ہے۔ وہ آئندہ بھی الیکشن لڑ سکتا ہے۔ ماہ اپریل میں رجیم چینج کا جو مبینہ ڈرامار چایا گیا اُسے عوام نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ عوام عمران خان کے ساتھ کھڑی نظر آئی۔ ایک ٹی وی چینل نے ہمت کا مظاہرہ کیا۔ اُس چینل کو ڈرایا دھمکایا گیا لیکن وہ اپنی ڈگر پر قائم رہا تو اسے بند کر دیا گیا۔ سندھ ہائی کورٹ نے بندش کے احکامات ختم کر دیئے۔ زبردستوں نے عدالتی احکامات تسلیم نہ کیے لیکن کوئی توہین عدالت لاگو نہ ہوئی۔ بالآخر اس شرط پر اُس چینل کو کھولا گیا کہ اُس کے ''ناپسندیدہ'' اینکرز کو فارغ کر دیا جائے۔ اُن اینکرز پر زندگی تنگ کر دی گئی۔ بالآخر وہ اپنا وطن چھوڑ کر بیرون ملک جانے پر مجبور ہو گئے۔ اُن میں سے ارشد شریف نے بڑی شہرت پائی۔ لیکن چند روز پہلے انہیں کینیا میں فائرنگ کر کے مار دیا گیا۔ اس پر عوام کا ناقابل یقین ردعمل اور غم وغصہ سامنے آیا۔ عمران خان نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لانگ مارچ کا اعلان کر دیا۔ اس ساری صورتِ حال نے اسٹیبلشمنٹ کو بہت پریشان کیا اور 27 اکتوبر کو پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ DG-ISPR اور DG-ISI نے مشترکہ پریس کانفرنس کی اور عمران خان پر الزامات کی بوچھاڑ کر دی۔ اسٹیبلشمنٹ کا یوں کسی سیاست دان پر کھلم کھلا تنقید کرنا بھی پہلے کوئی نظیر نہیں رکھتا۔ یقیناً ان کے الزامات سچے بھی ہوں گے لیکن اس پریس کانفرنس نے فوج کے ادارے کے امیج کو خراب کیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک فوج جو اپنی قوت اور اپنے ڈسپلن کے حوالے سے دنیا میں نام رکھتی ہے آج ایک سیاست دان کے سامنے بے بس اور مجبور ہے۔ آخر یہ نوبت کیوں آئی؟ ہمیں اس پر دکھ ہوا۔ دو گھنٹے کی پریس کانفرنس میں یہ وضاحت نہ ہو سکی کہ اس کے مقاصد کیا تھے، خود پر لگنے والے الزامات کی صفائی تھی یا عمران خان کی عوام میں پوزیشن خراب کرنا مقصود تھا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ دونوں مقاصد حاصل نہ ہوئے، معاملات مزید الجھ گئے بلکہ مزید نئے سوالات پیدا ہو گئے۔

آخر میں آیئے اُس لانگ مارچ کی طرف جس نے ملک میں عجیب ماحول پیدا کر دیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ لانگ مارچ تحریک انصاف کے عوامی پاور شو کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ تحریک انصاف کا اصل مطالبہ ہے کہ فوری طور پر انتخابات کروائے جائیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اس لانگ مارچ سے خوف زدہ ہو کر فوری انتخابات پر تیار ہو جائے گی۔ ہماری رائے میں حکومت میں مزید ضد پیدا ہو جائے گی۔ ایک لشکر کو دیکھ کر مخالف کے مطالبے کے آگے جھک جانا حکومت کے لیے مزید مشکل ہو جائے گا۔ لانگ مارچ کرنے والوں کے مطالبات ماننے سے انکار کرنے پر دو قسم کے نتائج برآمد ہوں گے: خون خرابہ ہوگا یا عمران خان کو خالی ہاتھ لوٹنا پڑے گا۔ دونوں صورتوں میں عمران خان کو سیاسی نقصان ہوگا لہٰذا ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ لانگ مارچ کا فیصلہ کیوں کیا گیا۔ اگر وہ حکومت کو پریشان کرنا چاہتے ہیں تو اس سے کہیں بہتر یہ ہے کہ پنجاب اور KPK کی اسمبلیاں توڑ دی جائیں تاکہ مرکزی حکومت کے قائم رہنے پر سوال کھڑا ہو جائے لیکن یہاں باوا آدم ہی نرالا ہے۔ اس ساری صورت حال پر ہمارا تبصرہ یہ ہے کہ ہم جنگل کی مخلوق ہیں اور کارِ سرکار چلانے والے دماغی توازن کھو چکے ہیں۔ اب جو نقشہ بنتا نظر آ رہا ہے وہ یہ ہے کہ آئندہ جس ملک میں کوئی اصول، کوئی نظام اور کوئی نظم وضبط نہیں ہوگا اور وہ بُری طرح لاقانونیت کا شکار ہوگا تو اُسے بنانا ری پبلک نہیں بلکہ پاکستان ری پبلک کہا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے، ہمارے گناہ معاف فرمائے اور ہمیں صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

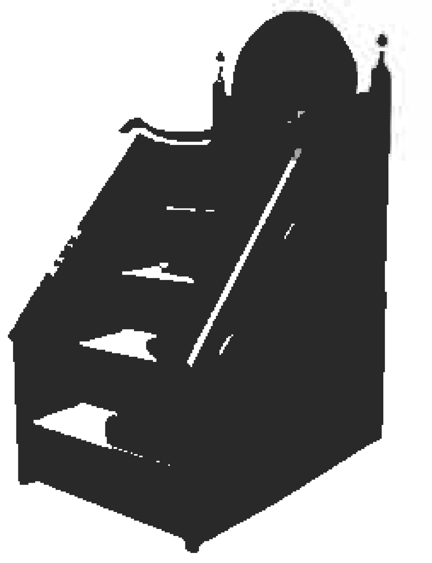

تین اوامر اور تین نواہی

(سورۃ النحل کی آیت 90 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 21 اکتوبر 2022ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

تلاوت آیات کے بعد:

آج ہم ان شاء اللہ سورۃ النحل کی آیت 90 کا مطالعہ کریں گے ۔ یہ معروف آیت ہے جس کی تلاوت جمعہ کے خطبات کے آخری حصے میں کی جاتی ہے۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور میں اس آیت کریمہ کو جمعہ کے خطبہ میں جاری کیا گیا۔ اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تین کاموں کو کرنے کا حکم دیا اور تین کاموں سے اجتناب کا حکم دیا۔ اس آیت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ وہ تمام کام، وہ تمام بھلائیاں، وہ تمام خیر جو اللہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اختیار کریں ان کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے اور وہ تمام کام جن سے اللہ چاہتا ہے بندے اجتناب کریں ان سب کا بیان بھی اس آیت میں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر قرآن میں صرف سورۃ العصر نازل ہوتی تو وہ لوگوں کے لیے کفایت کر جاتی۔ اسی طرح سورۃ النحل کی اس آیت کے بارے میں بھی مفسرین اور اہل علم نے بیان فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے صرف یہ ایک ہی آیت نازل کی ہوتی تو یہی انسانیت کے لیے کفایت کر جاتی۔ یعنی یہ اس قدر جامع آیت کریمہ ہے۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مشرکین کے سامنے جب یہ آیت تلاوت کی تو ان کو جواباً کہنا پڑا کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہوسکتا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۹۰﴾ ’’یقیناً اللہ حکم دیتا ہے عدل کا‘ احسان کا اور قرابت داروں کو (ان کے حقوق) ادا کرنے کا اور وہ روکتا ہے بے حیائی‘ برائی اور سرکشی سے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سبق حاصل کرو۔‘‘

اللہ کا حکم:

پہلی بات یہ ہے کہ اللہ حکم دے رہا ہے اور اللہ کا حکم ایسا نہیں کہ جب دل چاہا تو قبول کرلیا اور جب دل چاہا تو رد کر دیا۔ کل اس کے بارے میں ہم نے اللہ کو جواب دینا ہے۔ ایک معمولی ڈاکٹر کے کہنے پر ہم حلال چیزیں چھوڑ دیتے ہیں تو کائنات کا رب جب ہمیں حکم دے رہا ہے تو ہمارے اندر حساسیت بڑھ جانی چاہیے اور جب وہ کسی بات سے منع فرماتا ہے تو اس حکم کی اہمیت کا ہمیں اندازہ رہنا چاہیے۔

مرتب: ابو ابراھیم

پہلا حکم: عدل کرنا

عدل ایک بہت جامع اصطلاح ہے۔ بعض اوقات اس کا مفہوم غلط طور پر انصاف بیان کیا جاتا ہے جو کہ غلط ہے کیونکہ انصاف کا ترجمہ ہے نصف نصف کرنا۔ جبکہ عدل کے معنی ہیں: جس کا جو حق بنتا ہے وہ اس کو دیا جائے۔ بہت سارے معاملات میں عدل کا تقاضا ہے۔ کسی نے اگر دو نکاح کیے ہیں تو دونوں بیویوں کے درمیان عدل کرنا چاہیے، اولاد کے درمیان عدل کرنا چاہیے، اپنے ملازمین اور متعلقین کے درمیان عدل کرنا چاہیے اور حکمرانوں کو رعایا کے ساتھ عدل کرنا چاہیے۔ ایک نعرہ بڑا پیارا لگتا ہے کہ مساوات ہونی چاہیے۔ ایک درجے میں تو مساوات ہوگی کہ تمام لوگوں کو جینے کا حق ملنا چاہیے، اگر کوئی غریب ہے تو اسے اس کا حق ملنا چاہیے، ریاست اس کی کفالت کرے یعنی شہریوں کو سارے حقوق میسر آنے چاہئیں لیکن کیا جو حقوق ماں باپ کے ہیں وہی حقوق اولاد کے ہوں گے؟ کیا ایک آرمی جنرل اور ایک عام سپاہی کی تنخواہ، مراعات برابر ہوسکتی ہیں؟ یہاں بات نصف نصف نہیں بلکہ عدل کی ہے۔ کچھ عرصہ قبل ایک ڈاکومنٹری Ampire of Faith کے نام سے بنی تھی۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے بارے میں غیر مسلم پروفیسرز، ڈاکٹرز وغیرہ کے انٹرویوز تھے۔ ان تمام لوگوں کی گفتگو میں مثبت پیغام یہ تھا:

"The beauty of teaching of Prophet Muhammad (s.a.w) is the catching word Justice."

یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا خوبصورت ترین پہلو عدل ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف عدل کی بات کر کے نہیں دکھائی بلکہ عدل کا نظام قائم کر کے دکھایا۔ بہرحال ایک عدل کا پہلو یہ ہے کہ جس کا تناسب کے اعتبار سے جو حق ہے وہ دے دیا جائے۔ یہ ہمارے عام معاشرتی رویوں کے اعتبار سے بھی بات ہو رہی ہے۔ اسی طرح ایک عدل یہ بھی ہے کہ بندہ افراط وتفریط سے بچ جائے اور انتہا پر نہ ہو بلکہ اعتدال پر رہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا﴾ (البقرۃ:143)

’’اور (اے مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک اُمتِ وسط بنایا ہے‘‘

وسط کا ترجمہ درمیان، بہترین اور اعتدال بھی کیا جاتا

ہے۔ یہود دنیا کی محبت میں ڈوبے اور دین سے دور ہو گئے۔ نصاریٰ نے دنیا کو ترک کر کے رہبانیت کی روش اختیار کی تو وہ بھی فطرت کے خلاف تھا۔ اللہ نے ان دو انتہاؤں سے منع کر کے ہمیں اعتدال والا دین عطا کیا گیا۔ ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ تمہارے اعمال میں غلو نہ ہو۔ سورۃ النساء میں اہل کتاب کو کہا گیا: ﴿یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ﴾ (النساء:171) ''اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو (مبالغہ) نہ کرو۔''

عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے مقام و مرتبہ کے بیان میں اتنا غلو کیا معاذ اللہ خدا کا بیٹا قرار دے دیا۔ اس غلو نے انہیں شرک میں مبتلا کر دیا۔ اگر مخلوق اپنا قانون خود بنائے گی تو اُسے کبھی عدل میسر نہیں آئے گا۔ لیکن اگر خالق کے قانون کو مان لیا جائے اور اس کا نفاذ ہو تو انسانیت کو عدل مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ذات العادل ہے۔ وہ عدل کو پسند فرماتا ہے۔ یہ معاشرے کی تعمیر کے لیے پہلا بنیادی تقاضا ہے کہ جس کا جو جائز حق بنتا ہے وہ اس کو دیا جائے۔ یہ تو پہلا تقاضا ہے۔

دوسرا حکم: احسان کرنا

احسان عدل سے اگلی منزل ہے کہ کسی کا حق محض ادا ہی نہ کیا جائے بلکہ اس کے ساتھ بہترین، خوبصورت اور فیاضی کا رویہ اختیار کیا جائے۔ ایک سادہ مثال ہے کہ کسی مزدور کے ساتھ آپ نے طے کیا تھا کہ کام ہو جانے پر اسے ایک ہزار روپے مزدوری دی جائے گی۔ مزدور نے اچھا اور بروقت کام کیا تو آپ نے اسے بارہ سو روپے دے دیے۔ یہ دو سو روپے اضافی جو آپ نے دیے وہ احسان ہیں۔ یہ چیز عدل اور قانون سے آگے بڑھ کر اخلاقی سطح پر آ گئی۔ یاد رکھیے! گھر ہو یا معاشرہ زندگی محض قانون کے ڈنڈے سے نہیں چل سکتی جب تک کہ اخلاق کا پہیہ اس میں نہ لگا دیا جائے۔ معاشرہ عدل کی بنیاد پر اچھا چلے گا لیکن اس میں خوبصورتی اس وقت آئے گی جب اس میں احسان کا رویہ ہوگا۔ یعنی اچھے انداز سے کسی کو اس کا حق دینا۔ اگر کسی کے ساتھ زیادتی ہو گئی تو عدل کا تقاضا ہے کہ اس کا ازالہ ہونا چاہیے لیکن اگر اگلا بندہ معاف کر دے تو یہ احسان کا دوسرا پہلو ہے۔ البتہ شریعت نے جہاں حدود معین فرما دیں اور ان حدود میں متعلقہ مسئلے کے بارے میں ثبوت مل گئے تو وہ سزائیں تو نافذ ہوں گی وہ اپنی جگہ ایک مسئلہ ہے۔ لیکن اس کے علاوہ معاف کرنا، عفو درگزر کرنا پسندیدہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا ط اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ ط﴾ (النور:22) ''اور چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر سے کام لیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے۔''

واقعہ افک ایک مشہور واقعہ ہے جس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے کزن کی مدد روک لی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہ صرف اپنے کزن کو معاف کر دیا بلکہ ان کی مدد بھی پہلے سے دگنی کر دی۔ ہمارے دین میں احسان بڑی جامع اصطلاح ہے۔ معروف حدیث جبرئیل میں جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں آئے اور انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سوالات کیے کہ اسلام کیا ہے؟ ایمان کیا ہے اور احسان کیا ہے؟ جواب میں احسان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''رب کی ایسے عبادت کرو (دوسری روایت میں ہے رب کا ایسے خوف اختیار کرو، تیسری روایت میں ہے رب کے لیے ایسے عمل کرو) گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ مرتبہ حاصل نہیں تو یہ یقین رکھو کہ رب تمہیں دیکھ رہا ہے۔''

یہ احسان فی العبادت ہے۔ جتنا یہ احساس ہوگا عمل میں حسن پیدا ہو جائے گا۔ اس حسن کی دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نماز کے بعد سکھائی:

((اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ)) ''اے اللہ! اپنے ذکر، شکر اور اپنی بہترین

پریس ریلیز 28 اکتوبر 2022ء

فوج کے دو بڑوں کی مشترکہ پریس کانفرنس غیر معمولی اور حیران کن ہے

شجاع الدین شیخ

فوج کے دو بڑوں کی مشترکہ پریس کانفرنس غیر معمولی اور حیران کن ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ بھٹو دور میں جب سے فوج میں سیاسی سیل اور محکمہ اطلاعات قائم ہوا ہے۔ مختلف اوقات میں DGISPR سیکورٹی کے حوالے سے ملکی اور غیر ملکی معاملات پر میڈیا کو بریفنگ دیتے رہے ہیں۔ یہ پہلی مرتبہ ہوا کہ DGISPR اور DGISI نے مشترکہ پریس کانفرنس کی لیکن اس میں ملکی سیکورٹی کے حوالے سے کوئی بات نہیں تھی بلکہ ایک سیاسی جماعت اور اُس کے سربراہ کی طرف سے ادارے پر کی جانے والی تنقید کا جواب تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ فوج وقتاً فوقتاً سیاست سے لاتعلقی کا اعلان کرتی رہتی ہے لیکن سیاست دان GHQ جا کر ایک دوسرے کی شکایتیں کرتے ہیں اور اپنے سیاسی حریفوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کر کے صورتِ حال کو بگاڑ رلیتے ہیں۔ اُنہوں نے اس بات کو خوش آئند قرار دیا کہ فوج نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ وہ اپنی آئینی حدود میں کام کرے گی۔ اُنہوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام ادارے آئین پاکستان کی حدود میں رہ کر کام کریں اور سیاست دان بھی اپنے رویوں میں سنجیدگی لائیں اور قومی مفادات کو ذاتی اور جماعتی مفاد پر ترجیح دیں تاکہ مملکتِ خداداد پاکستان کے جملہ مسائل کو حل کیا جاسکے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

عبادت کے سلسلہ میں میری مدد فرما۔“

رسول اللہ ﷺ عبدِ کامل ہیں، معصوم ہیں لیکن آپ ﷺ کی نماز کی تسبیحات کیا تھیں: اللہ اکبر، استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ۔ یعنی اے اللہ! میں تیرے حکم پر جھک تو گیا لیکن اگر اس جھکنے میں کوئی کمی رہ گئی تو معاف فرما۔ بہرحال ہماری عبادت سے پہلے ایمان کا مسئلہ ہے۔ ایک بڑا معروف جملہ ہے: وہ ایمان جو ہمیں بستر سے اٹھا کر مصلے پر کھڑا نہیں کررہا ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں قبر سے اٹھا کر جنت میں لے جائے۔ عبادت میں حسن تو بعد میں آئے گا لیکن پہلے ایمان ضروری ہے۔ ہمیں جائزہ لینا چاہیے۔ بہرحال جب ایمان میں گہرائی اور گیرائی پیدا ہو تو عمل اور عبادت میں حسن پیدا ہوتا ہے۔ یہ حسن کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم جانور کو ذبح کرو حسن کے ساتھ ذبح کرو۔

((واذا قتلتم فاحسن قتلا)) جب کسی کو قتل کرو تو حسن کے ساتھ قتل کرو۔ کیا مطلب؟ جانور کو ذبح کر رہے ہو تو کھلا پلا کر اور چھری تیز کر کے ذبح کرو۔ کسی دوسرے زندہ جانور کے سامنے ذبح نہ کرو، ٹھنڈا ہو جائے تو پھر اس کی کھال اتارو۔ اسی طرح قاتل کو موت کی سزا تو ملے گی لیکن تلوار اتنی تیز ہو اور ہاتھ اتنے مضبوط ہوں کہ اس کو کم سے کم تکلیف ہو۔ جانور اور قاتل کے بارے میں حسن مطلوب ہے تو عبادات اور معاملاتِ زندگی میں کس قدر حسن مطلوب ہوگا اور یہ 24 گھنٹے مطلوب ہے۔

تیسرا حکم: رشتہ داروں کو دینا

ملک اور معاشرہ بعد میں ہے، پہلے گھر اور رشتہ دار ہیں۔ گھر معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ گھر مضبوط ہوگا تو معاشرہ مضبوط ہوگا، معاشرہ مضبوط ہوگا تو ملک و ملت مضبوط ہوں گے۔ اللہ کا دین چاہتا ہے کہ مومن کا گھر مضبوط ہو۔ گھر تب مضبوط ہوگا جب گھر میں عدل و احسان کا معاملہ ہوگا۔ یہ دین تو وہ ہے جو بتاتا ہے کہ پیاسے کتے کو پانی پلانے پر ایک گنہگار عورت کو بخش دیا گیا اور ایک عورت نے بلی کو بھوکا باندھ کر رکھا تو اس کو عذاب دیا گیا۔ جو دین کتے اور بلیوں کے بارے میں راہنمائی دے رہا ہے تو انسانوں کے بارے میں اس کی راہنمائی کس قدر اعلیٰ ہوگی، بالخصوص جو قریبی رشتے ہیں ان کے بارے میں دین کی راہنمائی کس قدر بڑھ کر ہوگی۔ چنانچہ رشتہ داروں، رحمی رشتوں کے بارے میں کس قدر اللہ کا دین ہمیں تاکید فرماتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نیکی کا اجر اللہ تعالیٰ سب سے جلد عطا فرماتا ہے وہ رحمی رشتوں کے ساتھ بھلا سلوک ہے اور سب سے جلد جس گناہ کی سزا اللہ دیتا ہے وہ رحمی رشتوں سے قطع تعلقی اور برا سلوک ہے۔ حدیث میں ذکر آیا کہ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو خوب نوازتا ہے حالانکہ ان کی حرکتیں ایسی ہیں کہ وہ اللہ کی رحمت کے مستحق نہیں۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ ان کو اللہ کیوں دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس لیے کہ وہ رحمی رشتوں کا حق ادا کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جب تم اپنے رشتہ دار کو دیتے ہو تو دہرا اجر ملتا ہے۔ ایک دینے کا اجر اور ایک رشتہ داری کا حق ادا کرنے کا اجر۔ کیا پیارا دین ہے کہ جو نہ صرف رحمی رشتوں کا خیال رکھنے کو کہتا ہے بلکہ ان کا حق ادا کرنے کو کہتا ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا:

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى﴾ (بنی اسرائیل: 26) ”اور حق ادا کرو قرابت داروں کا۔“

یعنی تمہیں اللہ نے معاشی طور پر اچھا رکھا، تمہیں وسائل دے دیے، تمہارا پیٹ بھرا ہوا ہے۔ تم اگر رشتہ دار کو دیتے بھی ہو تو کوئی احسان نہیں کر رہے بلکہ یہ ان کا حق ہے۔ اگر اس طرح کا عمل ہوگا تو کوئی تکبر نہیں آئے گا اور نہ کسی پر کوئی احسان جتا سکتا ہے کیونکہ وہ کہے گا کہ میں نے تو اپنا حق ادا کیا ہے۔ یہ تو اللہ کا نظام ہے کہ کسی کو کم دیا تو اس کا بھی امتحان اور کسی کو زیادہ دیا تو اس کا بھی امتحان ہے۔ بہرحال یہ وہ احکام ہیں جن پر اللہ تعالیٰ عمل کروانا چاہتا ہے تاکہ ایک صحت مند معاشرہ وجود میں آسکے۔

تین نواہی

اس کے بعد تین نواہی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے۔

پہلا: فحشاء سے بچنا:

فحشا کا مفہوم بڑا وسیع ہے۔ بے ہودہ کام، لغو اور فحش گفتگو، بے پردگی، بے حیائی، ایسے کام جس سے شہوانی جذبات بھڑکتے ہوں اور نتیجتاً زنا کے راستے کھلتے ہوں سب فحشاء میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے منع فرماتا ہے۔ آج مسلمان ملک کا یہ حال ہے کہ پروڈکٹس کی فروخت کے لیے عورتوں کو بے پردہ اور نمایاں کر کے اشتہار میں کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ اب تو نکاح سے انکار کی باتیں سرعام ہو رہی ہیں۔ زنا کے ذرائع عام ہو رہے ہیں۔ نتائج ہمارے سامنے ہیں کہ خاندانی نظام برباد ہو رہا ہے، حیا کا جنازہ نکل رہا ہے، جوانیاں لٹ رہی ہیں اور بیماریاں (جسمانی و نفسیاتی امراض) بڑھ رہی ہیں کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)) (صحیح بخاری)

”جب تم حیا چھوڑ دو تو جو دل چاہے کرو!“

حیا ایک فطری احساس یا رکاوٹ ہے جو بندے کو گناہ سے روکتا ہے۔ یہ وہ جذبہ ہے جو فطرت کے اندر موجود ہے لیکن یہ میڈیا، سوشل میڈیا، فلمیں، گانے، ناچ وغیرہ کے ذریعے جو کچھ دکھایا جا رہا ہے اس سے حیا ختم ہوتی جا رہی ہے اور پاکیزہ جذبات کی بجائے شہوانی جذبات پروان چڑھتے ہیں اور زنا کے راستے کھلتے ہیں جس سے معاشرہ گندگی کا ڈھیر بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں اگر ایک چلا جائے تو دوسرا بھی چلا جائے گا۔ حیا اور ایمان ہی مومن کے ہتھیار ہیں اگر یہ دونوں چلے گئے تو مومن کے پاس کیا بچا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان اور حیا کی حفاظت فرمائے۔

دوسرا: منکر سے بچنا

جس کام کو ہماری فطرت ناپسند کرے وہ منکر ہے۔ جھوٹ، گالی، دھوکہ، چوری، فراڈ ہر معاشرے میں برے سمجھے جاتے ہیں۔ بنیادی اخلاقیات ہماری فطرت میں موجود ہیں لیکن اس کا تکمیلی تصور وحی کی تعلیم سے ملتا ہے ورنہ آج برہنہ پھرنا لوگوں کو خوبصورت لگ رہا ہے۔ مخلوط معاشرت اور نکاح کا انکار لوگوں کو بڑا ایڈوانس لگ رہا ہے۔ اس لیے کہ وحی کی تعلیم سے لوگ دور ہو رہے ہیں۔ حالانکہ وحی کی تعلیم منکر اور معروف کا مکمل تصور عطا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ منکر سے بچنے کا حکم دے رہا ہے۔

تیسرا: سرکشی اور زیادتی سے بچنا:

حد سے تجاوز کرنا سرکشی ہے۔ شریعت کے کسی حکم پر عمل نہ کرنا گناہ ہے لیکن شریعت کے کسی حکم کا انکار کرنا کفر ہے۔ یہ زیادتی بندوں کے بارے میں بھی ہو سکتی ہے آج تو جان، مال، آبرو سے کھیلنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ گواہوں، ججز، وکیلوں کو مروا دو، اپنے سگے بھائی کو مروا دو۔ کراچی، بحریہ ٹاؤن میں پب جی گیم دیکھ کر جا کر ماں اور دو بھائیوں کو مار ڈالا۔ یہ امت کا حال ہو گیا۔ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبے میں کیا فرمایا تھا: ”تمہارا مال، تمہاری جان، تمہاری آبرو ایک دوسرے پر اسی طرح حرام جیسے آج کا دن (نو ذوالحجہ)

اور یہ مہینہ اور یہ مقدس زمین حرام ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے ان تین چیزوں (فحشاء، منکر اور بغی) سے منع فرمایا۔ اگر یہ چیزیں معاشرے میں چلتی رہیں تو معاشرے حیوانیت اور انتشار کی طرف جائیں گے۔ اخلاق کا جنازہ نکل جائے گا، انسان درندگی پر اتر آئے گا۔ ان چھ احکام پر غور کریں تو اللہ سے بہتر کوئی بات بتا سکتا ہے جو ہمارا خالق ہے۔ جو فرماتا ہے:

﴿اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ﴾ (الملک:14) ’’کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟‘‘

زیر مطالعہ آیت کے آخر میں فرمایا:

﴿یَعِظُکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۹۰﴾﴾ ’’وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سبق حاصل کرو۔‘‘

آج لوگ اپنے پروفیشنل کورسز، اپنی کمپنی کی مارکیٹنگ کے لیے بعض مینجمنٹ کے گروز اور سافٹ اسکیلز سکھانے والے اور موٹیویشنل اسپیکرز کو لاکھ لاکھ اور پچاس پچاس ہزار روپے دے کر اخباروں میں دو لائن کا بیان چھپواتے ہیں تاکہ ان کی پروڈکٹ کی مارکیٹنگ ہو کیونکہ ان کو دنیا پورے دھیان اور توجہ سے پڑھتی ہے۔ لیکن بندہ مومن اللہ کی بات کا دھیان کتنا رکھ رہا ہے اور اللہ کی بات پر کتنا موٹیویٹڈ ہے۔ دنیا تو دنیا والوں کو پڑھ کر موٹیویٹڈ اور سنجیدہ ہوتی ہے، ہم تو ایمان والے ہیں، ہم ان باتوں کے بارے میں کس قدر سنجیدہ ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہمیں غور و فکر کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی وسطی کے ناظم توسیع دعوت محترم راشد حسین شاہ شدید علیل ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

☆ حلقہ کراچی جنوبی، کورنگی غربی کے ملتزم رفیق جناب توحید خان کا پتے (Gall Bladder) کا آپریشن ہوا ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0321-8720922

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(13 تا 17 اکتوبر 2022ء)

جمعرات (13-اکتوبر) کو مرکزی عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (14-اکتوبر) کو قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد ازاں طے شدہ مرکزی اجتماعات میں شرکت کے لیے لاہور روانگی ہوئی۔

ہفتہ (15-اکتوبر) کو صبح 09:00 بجے مرکز میں توسیعی عاملہ کے پہلے سیشن میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر 03:00 بجے دین حق ٹرسٹ کے اجلاس کی صدارت کی۔ بعد نماز عصر توسیعی عاملہ کے اجلاس میں نماز عشاء تک شرکت کی۔ مرزا ایوب بیگ اور آصف حمید کے ہمراہ کالم نگاروں سے ملاقات کی۔

اتوار (16-اکتوبر) کو صبح ناشتے پر صدر انجمن اسلام آباد اور راجہ محمد اصغر سے نائب امیر اور ناظم اعلیٰ کے ہمراہ ملاقات کی۔ صبح 09:00 بجے سے نماز ظہر تک توسیعی عاملہ کے پہلے سیشن میں شرکت کی۔ شام 04:30 بجے جامعہ عروۃ الوثقیٰ میں وحدت امت کانفرنس میں شرکت کی۔ اس موقع پر ناظم اعلیٰ، ناظم شعبہ سمع و بصر، نائب ناظم اعلیٰ شرقی پاکستان اور امیر حلقہ لاہور شرقی بھی ساتھ تھے۔ رات نائب امیر کے ہاں کھانے میں شرکت کی۔ فلائٹ لیٹ ہونے کی بنا پر اگلی صبح پیر کو کراچی واپسی ہوئی۔

منگل (17-اکتوبر) کو ایک نجی یونیورسٹی کے سیرت پروگرام میں شرکت کی۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل آن لائن رابطہ رہا۔

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں

تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ نومبر 2022ء

ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ

مشمولات

☆ پوسٹ کالونیل ازم اور طبقاتی نظام — ادارہ

☆ امر بالمعروف و نہی عن المنکر — انجینئر محمد رشید عمر

☆ اصلاحِ قلب: کیوں اور کیسے؟ — احمد علی محمودی

☆ حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کا ربّ العالمین سے خصوصی تعلق — سعادت محمود

☆ وقت: ایک گراں مایہ دولت — حافظ محمد اسد

☆ اقبال اور اتحادِ انسانی — راحیل گوہر صدیقی

☆ اعمال میں میانہ روی — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

☆ ٹرانس جینڈر (تحفظِ حقوق) ایکٹ ۲۰۱۸ء — پروفیسر ڈاکٹر نجیب الحق

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ’’بیان القرآن‘‘ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 84 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ زر تعاون (اندرون ملک) 400 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

نام نہاد ٹرانس جینڈر قانون پاکستان کے معاشرتی نظام اور نظریاتی تشخص کے خلاف ایک خوفناک سازش ہے: محترم شجاع الدین شیخ

ٹرانس جینڈر قانون مغربی اور اسلامی تہذیبوں کی کشمکش کا ایک مظہر ہے: سینیٹر مشتاق احمد خان

محض چہروں کی تبدیلی بے سود ہے، انقلابی جدوجہد کے ذریعے اللہ کا نظام قائم کرنے کی ضرورت ہے: علامہ سید جواد نقوی

اس وقت اسلامی تہذیب کے خلاف عالمی سطح پر ایک جنگ برپا ہے۔ مذہبی جماعتوں کو مل کر طاغوت کا مقابلہ کرنا ہوگا: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

ٹرانس جینڈر قانون ہمارے خاندانی نظام پر حملہ اور آبادی کم کرنے کی عالمی سازش کا حصہ ہے: اوریا مقبول جان

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام سیمینار سے شجاع الدین شیخ، سینیٹر مشتاق احمد خان، سیّد جواد نقوی، اوریا مقبول جان، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ اور آصف حمید خطاب کر رہے ہیں۔

مرتب: وقار احمد

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ” ٹرانس جینڈر قانون: اسلام کے معاشرتی نظام پر حملہ“ کے عنوان سے ایک اہم سیمینار 21 اکتوبر 2022ء کو امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کی زیر صدارت قرآن آڈیٹوریم 191 اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوا جس میں رفقاء و احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ پروگرام رات 8 بجے شروع ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض شعبہ سمع وبصر کے مرکزی ناظم محترم آصف حمید نے ادا کیے۔ تلاوت قرآن مجید اور ترجمہ کی سعادت امیر حلقہ لاہور شرقی محترم نور الوریٰ نے حاصل کی۔ اس کے بعد محترم حافظ غلام رسول ضیاء نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ اس کے بعد سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے جن خیالات کا اظہار کیا ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

شجاع الدین شیخ (صدر مجلس): نام نہاد ٹرانس جینڈر قانون پاکستان کے معاشرتی نظام اور نظریاتی تشخص کے خلاف ایک خوفناک سازش ہے۔ مغربی نظام کے تحت پروان چڑھنے والی دجالی تہذیب کے علم بردار اور نمائندگان اگر اسلام کے خلاف متحد ہو سکتے ہیں تو دینی جماعتیں اور دینی طبقات اسلام، پاکستان اور ہماری معاشرت کے خلاف ہونے والی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے متحد کیوں نہیں ہو سکتے ہیں۔ ریاست پاکستان کے عوام کو اپنے مستقبل کے لیے اب سنجیدہ ہو جانا چاہیے کہ نفاذ اسلام کے علاوہ کوئی اور حل نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شیطنت پر مبنی اس قانون کے خلاف سینیٹ اور وفاقی شرعی عدالت میں کی جانے والی قانونی جدوجہد اہم ہے البتہ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام منکرات کے خاتمے کے لیے بھرپور اور پُرامن عوامی انقلابی تحریک کا راستہ اختیار کیا جائے۔ دینی طبقات کو غیروں کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے سیسہ پلائی دیوار بن جانا چاہیے۔

سینیٹر مشتاق احمد خان (سینئر راہنما جماعت اسلامی): ٹرانس جینڈر قانون مغربی اور اسلامی تہذیبوں کی کشمکش کا ایک مظہر ہے۔ ثقافتی دہشت گردی کا یہ حملہ اس مکروہ سازش کا حصہ ہے جس کے ذریعے پاکستان کو De-Islamize کرنے کی کوشش جاری ہے۔ مغرب شیطانی ایجنڈے کے تحت +LGBTQ کو پروموٹ کر رہا ہے۔ دینی طبقوں کو ہر قسم کے منکرات اور استعماری نظام کے خلاف متحد ہو کر نکلنا ہوگا۔ ٹرانس جینڈر قانون اب صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں رہا یہ ایک گلوبل ایشو ہے جس کے حوالے سے مسلم امہ کو فکر مند ہونے کی ضرورت ہے۔ مغرب مسلمانوں کا خاندانی نظام تباہ کرنے کے درپے ہے۔ درحقیقت یہ ”جنس“ اور ”صنف“ کی مصنوعی اور غیر اسلامی تقسیم کو بنیاد بنا کر گھڑا کیا گیا شیطانی منصوبہ ہے۔ اس غیر شرعی قانون کے مطابق اس بات کا فیصلہ کوئی بھی شخص خود کرے گا کہ وہ عورت ہے یا مرد۔ ٹرانس جینڈر کی تعریف میں طبی ساخت کے برعکس بڑی عیاری کے ساتھ ذاتی احساسات، خواہشات اور میلانِ طبع کا عذر تراش کر مردوں اور عورتوں کو صنف کی خودساختہ شناخت کی کھلی چھٹی دے دی گئی ہے۔ سینیٹ میں اس غیر شرعی بل کے خاتمے اور حقیقی مظلوم طبقہ یعنی انٹرسیکس کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایک ترمیمی بل پیش کر دیا گیا ہے۔

سیّد جواد نقوی (معروف مذہبی سکالر): لبرل ازم کی کوکھ سے جنم لینے والے جمہوری نظام میں ٹرانس جینڈر جیسے خلافِ اسلام قانون کو بنانے سے کیسے روکا جا سکتا ہے جب نظام میں جمہور کی رائے کو حتمی درجہ دے دیا جائے۔ جمہوریت کی اتباع سے نظام میں تبدیلی نہیں آسکتی۔ پاکستان میں مغربی ایجنڈے کو پروموٹ کرنے والوں کو فائدے پہنچائے جاتے ہیں اور اس کے بدلے میں مغرب اپنے مطالبات پورے کرواتا ہے۔ ہمیں مسلک اور فروعی مسائل سے بالاتر ہو کر پاکستان کی اسلامی اساس پر پہرہ دینا ہوگا ورنہ اس طرح کے خلافِ اسلام قانون بنتے رہیں گے۔ ریاست پاکستان میں لبرل ازم کی جڑیں بہت مضبوط ہو چکی ہیں عوام کو اس کا رد کرنا ہوگا۔ اقتدار کی ہوس میں مبتلا لوگ ریاست کے امور میں مذہب کی مداخلت پسند نہیں کرتے۔ لہٰذا مذہبی طبقوں کو مل کر لبرل ازم کا مقابلہ کرنا ہوگا۔

(باقی صفحہ 12 پر)

جس طرح ایک متکبر آدمی فقیر کو دھتکارتا ہے اسی طرح امریکہ پاکستان کو دھتکارتا ہے کیونکہ ہمارے حکمران اس کے سامنے بچھ جاتے ہیں: ایوب بیگ مرزا

امریکہ پاکستان کے ایٹمی دانت توڑنا چاہتا ہے تاکہ مملکت خداداد پاکستان بھارت اور اسرائیل کے ماتحت رہ کر کام کرے: رضاء الحق

میزبان: وسیم احمد

جوبائیڈن کا پاکستان مخالف بیان کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

سوال: امریکی صدر جوبائیڈن نے پاکستان کو دنیا کے خطرناک ترین ممالک میں سے ایک قرار دیا اور پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں کو بے ربط کہا ہے۔ وائٹ ہاؤس کے ترجمان نے بھی اس بیان کی توثیق کی البتہ دوسری طرف امریکی دفتر خارجہ کی طرف سے اس بیان کی وضاحتیں دی جارہی ہیں۔ جوبائیڈن کے اس بیان کا سیاق وسباق کیا تھا اور امریکہ پاکستان سے کیا چاہتا ہے؟

رضاء الحق: 13 اکتوبر کو ڈیموکریٹک کانگریشنل کمپین کمیٹی لاس اینجلس کی تقریب میں جوبائیڈن نے یہ بیان دیا اور یہ سیمی آفیشل قسم کا بیان ہوتا ہے لیکن چونکہ وائٹ ہاؤس نے اس کو اپنی ویب سائٹ پر پبلک کے لیے عام کیا تو اس کو آفیشل بیانیہ کہا جاسکتا ہے۔ یہ اصل میں صدر جوبائیڈن کی لمبی تقریر تھی جس میں زیادہ تر موضوع چین تھا۔ امریکی صدر نے اپنی تقریر میں کہا کہ چین کا صدر شی جانتا ہے کہ میں کیا چاہتا ہوں لیکن اس کے بہت سارے مسائل ہیں۔ ہم نے چین کے معاملے میں پاکستان اور روس کو کس طرح tackle کرنا ہے اس کے لیے ہمیں پالیسی بنانے، سوچنے اور سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد امریکی صدر نے کہا: ”پاکستان دنیا کے خطرناک ترین ممالک میں سے ایک ہے اور اس کے ایٹمی اثاثے بے ربط ہیں۔“ اس پر دو دن کے بعد وائٹ ہاؤس نے یہ وضاحت دی کہ یہ کوئی ایسا بیان نہیں ہے کہ جو ہم نے نیا دیا ہو البتہ ان کا سوچا سمجھا بیان نہیں تھا بلکہ یہ ان کا ذاتی بیان ہے۔ نائن الیون کے بعد پاکستان جب امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی بن گیا تو اس کا بے پناہ نقصان پاکستان نے اٹھایا اور امریکہ اپنے مقاصد کے لیے پاکستان کو ڈکٹیٹ کرتا رہا اور ڈرونز حملے بھی کرتا رہا۔ 2011ء میں سلالہ چیک پوسٹ کا واقعہ ہوا جس میں پاکستانی فوجیوں کو شہید کیا گیا اور اسی سال کے مئی میں اسامہ بن لادن کے خلاف آپریشن ایبٹ آباد ہوا۔ پھر 2018ء کو پاکستان کے حوالے سے صدر ٹرمپ نے ٹویٹ میں کہا کہ پاکستان ایک دھوکے باز ملک ہے۔ جس پر شدید ردعمل دیا گیا۔ اس سے پہلے 2012ء میں صدر اوباما کے دور میں امریکہ کی یہ پالیسی آچکی تھی کہ آئندہ ہماری جنگوں کا مسکن ایشیا ہوگا۔ پھر 2018ء میں امریکہ نے اپنی نیشنل ڈیفنس سٹریٹیجی میں بھی ڈیکلیئر کیا کہ ہمارے سب سے بڑے دشمن چین اور روس ہیں اور اس علاقے میں جوان کا ساتھ دے گا وہ بھی۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: آپ نے امریکہ کی تاریخ بتائی جس میں اس کی ریشہ دوانیاں ہی نظر آتی ہیں لیکن دوسری طرف پاکستان نے ہمیشہ وفاداری کا مظاہرہ کیا۔ پاکستان کو کب اس سے سبق ملے گا؟

رضاء الحق: 2014ء کے بعد سے 2021ء تک بظاہر لگتا تھا کہ پاکستان امریکی کیمپ سے نکل کر چین کے کیمپ کی طرف جارہا ہے۔ سی پیک کے اندر پاکستان بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا تھا۔ پھر آگے چل کر پاکستان نے چین کی ڈپلومیسی میں امریکہ سے ہاں میں ہاں ملانی شروع کردی تھی، ابھی بھی یہ انداز چل رہا ہے، ہم چاہیں گے اس کو جاری رکھے۔ ابھی چند دنوں پہلے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں روس کی قرارداد کو پاکستان نے abstain کیا ہے۔ لیکن امریکہ اب چاہتا ہے کہ پاکستان، روس اور چین سے دور رہے اور بھارت کے ماتحت رہ کر کام کرے۔ پھر پاکستان چین اور روس کے گھیراؤ میں فعال کردار ادا کرے۔ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ پاکستان کی معیشت مفلوج ومحکوم رہے بلکہ تباہ وبرباد ہوجائے۔ امریکہ پاکستان کے ایٹمی دانت توڑنا چاہتا ہے تاکہ مستقبل میں ناجائز ریاست اسرائیل کو پاکستان تسلیم کرے۔ بہرحال امریکہ کی اپنی خواہشات ہیں اور اسی حوالے سے وہ پاکستان پر پریشر ڈالتا رہے گا اور جوبائیڈن کا بیان انہی پالیسیوں کا ایک تسلسل ہے۔

سوال: امریکی صدر کے بیان پر پاکستانی وزیر خارجہ بلاول بھٹو زرداری نے ردعمل دیا۔ دوسری طرف پاکستان کی فوج نے بھی فوراً کور کمانڈرز کا اجلاس بلایا اور پاکستان کا موقف پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے جوہری ہتھیار عالمی سٹینڈر کے مطابق محفوظ ہاتھوں میں ہیں۔ کیا پاکستان کی سول اور عسکری قیادت کا موقف درست ہے؟

ایوب بیگ مرزا: امریکہ نے جس طرح پاکستان پر الزام لگایا ہے اسے پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈالنا چاہیے۔ امریکہ دنیا کی واحد غیر ذمہ دار سپر پاور ہے جس نے ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم گرا کر انسانیت کو تباہ وبرباد کردیا، ابھی تک اس ایٹمی حملے کے اثرات دنیا

دیکھ رہی ہے۔ جہاں تک پاکستان کے ردعمل کی بات ہے تو بلاول بھٹو نے تو امریکی صدر کو ڈیفنڈ کیا ہے کہ ان کے منہ سے بات نکل گئی وہ ایسا چاہتے نہیں تھے۔ کیا بلاول سے کسی نے پوچھا ہے؟ ان کے پاس کیا ثبوت ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ سفیر کو طلب کیا گیا ہے لیکن وزیر خارجہ کو آگے بڑھ کر زوردار انداز میں مذمت کرنی چاہیے تھی لیکن ان کا انداز ہی منت سماجت والا تھا۔ ISPR کی طرف سے بھی فوری طور پر کوئی ردعمل نہیں آیا۔ البتہ کورکمانڈرز کی میٹنگ میں اس ایشو کو سنجیدگی سے لیا گیا لیکن یہ بھی کہنا چاہیے تھا کہ جو الزام لگایا گیا ہے وہ غلط ہے اور جنہوں نے لگایا ہے وہ اپنے الفاظ واپس لیں اور اس حوالے سے اپنا ریکارڈ چیک کریں۔ یقیناً پاکستان نے اپنے ایٹمی اثاثہ جات کی حفاظت کے لیے عمدہ اقدامات کیے ہیں اور تقریباً 25 ہزار انتہائی تربیت یافتہ اور چاق و چوبند نفری ایٹمی اثاثوں کی ہمہ وقت سخت ترین حفاظت کے لیے مامور کی ہوئی ہے اور الحمدللہ آج تک کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔ لیکن ہم میں جرات کی کمی ہے۔ چین اور روس امریکہ کو زوردار انداز میں جواب دیتے ہیں لیکن جس طرح کا ہمارا جواب گیا ہے میں اس سے مطمئن نہیں ہوا۔

سوال: ایک رائے یہ آرہی ہے کہ امریکی صدر کے اس متنازع بیان کے ذریعے 2024ء کے امریکی صدارتی انتخابات کے لیے ایک ٹون سیٹ کی جارہی ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو پاکستان کو اس حوالے سے کیا چیلنجز درپیش ہیں؟

رضاء الحق: اصل میں امریکی صدارتی الیکشنز میں ان لابیز کو بھی مطمئن کرنا ہوتا ہے جو ان کو الیکشن میں فنڈنگ کرتی ہیں، ان میں نیوکانز، یہودی لابیز اور ویپن مینوفیکچرز کی لابیاں ہیں۔ پھر ریپبلکنز اور ڈیموکریٹس کا مقابلہ شروع ہوجاتا ہے جس میں لابیز دیکھتی ہیں کہ کون ان کے زیادہ مفاد میں ہے۔ لہٰذا ایسی تقریریں اور بیانات ان کے لیے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر نائن الیون کا واقعہ جب ہوا تو اس کے بعد جارج بش نے اسی واقعہ کو سامنے رکھتے ہوئے دہشت گردی کی جنگ کو موضوع بنایا تھا کہ نائن الیون کا بدلہ لینا ہے۔ چنانچہ ایک طرف عوام کو بھی مطمئن رکھنا ہوتا ہے اور دوسری طرف لابیز کو بھی مختلف پیغام دے رہے ہوتے ہیں۔ خاص طور پر اسلحہ بنانے والی کمپنیز کو بھی کہ ہم جنگ میں کہاں تک جانے والے ہیں۔ اس وقت جو جتنا آگے بڑھ کر بات کرتا تھا اس کے منتخب ہونے کے چانسز زیادہ تھے۔ اب بھی اگر وہ یہ سوچ چکے ہیں کہ چین اور روس ان کے دشمن نمبر ایک ہیں، ان دونوں کو ملنے نہیں دینا اور ان کے ساتھ جو بھی ہمارے لیے خطرہ بن سکتا ہے جس میں پاکستان اور افغانستان ٹاپ آف دی لسٹ ہیں تو ان کے اوپر ہم نے سختی کرنا ہے۔ ہنری کسنجر نے کہا تھا کہ امریکہ کا دوست امریکہ کے دشمن سے زیادہ خطرے میں ہوتا ہے۔ جب پاکستان امریکہ سے دور ہو رہا تھا تو اس وقت امریکہ بیک فٹ پر چلا گیا تھا لیکن جب پاکستان امریکہ کی طرف جھکاؤ بڑھاتا ہے تو وہ اتنا ہی زیادہ پاکستان کے اوپر اپنا دباؤ بڑھاتا ہے۔ اب یہی چیز جو بائیڈن نے شروع کی ہے

> جب پاکستان امریکہ سے دور ہوتا ہے تو اس وقت امریکہ بیک فٹ پر چلا جاتا ہے لیکن جب پاکستان امریکہ کی طرف اپنا جھکاؤ بڑھاتا ہے تو وہ اتنا ہی زیادہ پاکستان پر اپنا دباؤ بڑھاتا ہے۔

تو دوسرا امیدوار بھی یہی چاہے گا کہ میں اس سے دو ہاتھ آگے بڑھ کر بات کروں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ 2024ء تک پاکستان کو ایک واضح دشمن کے طور پر دیکھ رہے ہوں گے چاہے پاکستان قریب ہونے کی جتنی بھی کوشش کرے۔ ان کی پالیسی یہی بن چکی ہے۔ پھر امریکہ کی ہمارے معاملات میں پہنچ زیادہ ہے۔ خاص طور پر معیشت، سیاست، سول سوسائٹی، این جی اوز اور ہمارا میڈیا وغیرہ، ان میں امریکہ کا اثرورسوخ بہت ہے۔ پاکستان کو اب دیکھنا پڑے گا کہ اپنی خارجہ پالیسی کو زیادہ نیوٹرل رکھنے کے لیے اور شاید پروچین و روس کرنے کے لیے کون سے عملی اقدامات کرنے ہوں گے جو ملک و قوم کے مفاد میں ہوں گے۔

سوال: امریکی صدر کے بیان پر انڈیا میں ایک جشن کا سماں ہے۔ انڈیا کہہ رہا ہے کہ یہ بیان پاکستان کی خارجہ پالیسی کی ناکامی ہے۔ کیا واقعی پاکستان کی خارجہ پالیسی کی ناکامی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بھارت پہلے اپنے گریبان میں جھانکے کیونکہ اس کا یورینیم آوازیں لگا کر بیچا گیا ہے۔ اصل میں امریکہ اور انڈیا سٹریٹیجکل پارٹنر کے ساتھ ساتھ پاکستان کے نظریاتی دشمن بھی ہیں کیونکہ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا۔ لیکن پاکستان کے ایٹمی ہتھیار امریکہ کے لیے خطرناک نہیں ہیں بلکہ یہ زیادہ خطرناک اسرائیل کے لیے ہیں اور امریکہ اس کا سب سے بڑا محافظ ہے۔ اسے واشنگٹن سے زیادہ تل ابیب کی حفاظت مطلوب ہے۔ اس لیے اس کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں۔ بھارت چونکہ پاکستان کا پیدائشی اور ازلی دشمن ہے لہٰذا وہ بھی پاکستان کے معاملے میں اس کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ اگر پاکستان ڈیفالٹ ہوگیا تو امریکہ اور انڈیا جو کر سکیں گے کریں گے کیونکہ پاکستان کی جغرافیائی صورت حال بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس لیے ایک امریکی سینیٹر نے کہا تھا کہ ہم جب بھی پاکستان کے خلاف کوئی سخت فیصلہ کرتے ہیں تو ایسی صورت حال پیدا ہوجاتی ہے کہ ہمیں پاکستان کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے ورنہ ہمارے اعمال اس فضل کے مستحق نہیں ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ ہماری خارجہ پالیسی بھی کوئی خاص کردار ادا نہیں کر رہی۔ ابھی حالیہ نیویارک کے دورے کے بعد وزیراعظم وفد کے ہمراہ واپس آگئے تو وزیر خارجہ بلاول بھٹو وہیں پر رک گئے اور پیپلز پارٹی کی طرف سے کہا گیا کہ بلاول سفارت کاری کر رہے ہیں اور بڑے کامیاب لوٹیں گے لیکن اس سفارت کاری کا نتیجہ یہ متنازعہ بیان ہے۔ ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات کے مصداق کمزور کی کون سنتا ہے اور اصل وجہ بھی یہی ہے کہ پاکستان اپنی خارجہ پالیسی میں جارحانہ انداز اپنانے کی پوزیشن میں نہیں ہے لیکن ہمیں بالکل ہی نیچے نہیں لگنا چاہیے، جیسے ہم بھیک مانگ رہے ہیں بلکہ جس طرح افغانستان امریکہ کے سامنے ڈٹ کر جواب دیتا ہے ہمیں اس کے ساتھ ایسا انداز اپنانا چاہیے۔ جس طرح ایک متکبر آدمی فقیر کو دھتکارتا ہے اسی طرح امریکہ ہمیں دھتکارتا ہے کیونکہ ہم اس کے سامنے بچھ جاتے ہیں۔

سوال: امریکہ کا چین اور روس کو کھلا دشمن قرار دینے پر چین اور روس کے صدور کا بھی بڑا سخت ردعمل آیا ہے۔ یہ بڑھتی ہوئی تلخیاں اور بیانات کیا رنگ لائیں گے اور ان ساری سٹریٹیجیز کے کیا نتائج ہوں گے؟

رضاء الحق: روسی صدر پیوٹن تو پہلے ہی کہہ چکے ہیں اگر نیٹو یوکرائن کی مدد کے لیے آگے آیا اور ہماری دفاعی لائن کو نشانہ بنایا گیا تو پھر اس جنگ کے بڑھنے کے امکانات زیادہ ہو جائیں گے۔ حال ہی میں چین میں کمیونسٹ پارٹی کی بیسویں کانگریس ہوئی جس میں صدر شی کو تیسری مرتبہ صدر منتخب کیا گیا۔ اس موقع پر انہوں نے یہ بیان دیا کہ تائیوان چین کا حصہ ہے۔ یعنی انہوں نے جارحیت کے ساتھ حملہ کرکے اسے اپنے ساتھ ضم کرنے کے 'حق' کو برقرار رکھا۔ صدر شی نے یہاں تک کہا کہ مستقبل میں سمندر کے اندر طوفان آتا دیکھ رہا ہوں۔ اگر دیکھا جائے تو یہ دو سال بین الاقوامی حالات کے اعتبار سے بہت اہم ہیں اور تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ روس یوکرائن جنگ طول پکڑ سکتی ہے اور کسی بڑی جنگ کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔

سوال: پاکستان میں ضمنی الیکشن ہوئے جس میں عمران خان سات سیٹوں میں سے ایک ہارے اور چھ سیٹوں پر کامیاب ہوئے ہیں۔ اب وہ نئے الیکشن کا ایجنڈا لے کر اسلام آباد میں دھرنا دینا چاہتے ہیں۔ سیلاب کے بعد پاکستان معاشی طور پر شدید مشکلات کا شکار ہے کیا اس وقت سیاسی عدم استحکام کا پاکستان متحمل ہو سکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: عدم استحکام کبھی فیزایبل نہیں ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ الیکشن نہیں تھے کیونکہ کہا جا رہا ہے کہ پی ٹی آئی نے اپنی ہی چھوڑی ہوئی سیٹیں جیتی ہیں۔ لیکن بات کچھ مختلف ہے۔ جب سیٹیں حاصل کی گئی تھیں تو اس وقت تمام جماعتیں الگ الگ الیکشن لڑ رہی تھیں۔ حکومت نے وہ سیٹیں سلیکٹ کرکے ان کے استعفے منظور کیے جہاں پی ٹی آئی بڑے چھوٹے مارجن سے جیتی ہوئی تھی لیکن وہاں ساری جماعتیں لڑ رہی تھیں اور تب جا کر یہ سیٹیں جیتی گئی تھیں۔ لیکن اب یہ ہوا کہ ان سب کے ووٹ اکٹھے ہوئے اور سب شکست کھا گئے تو اس کو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اپنی جیتی ہوئی سیٹیں واپس لی ہیں۔ بلکہ اس میں تو سب کے ووٹ چھین لیے ہیں۔ یہ کیسے الیکشن ہوئے کہ ایک ووٹ ڈالنے والے کو معلوم ہے کہ جس کو میں ووٹ ڈال رہا ہوں وہ اسمبلی میں نہیں جائے گا۔ اصل میں 7 اپریل کو جو کچھ ہوا اس کے جواب میں یہ پی ٹی آئی کے چیئرمین عمران خان نے ایک ریفرنڈم کرایا ہے کہ آیا وہ قدم عوام کی نظر میں درست تھا یا غلط تھا، اس پر عوام نے فیصلہ دیا۔ جہاں تک کال دینے اور دھرنے کی بات ہے تو میں کسی صورت اس کے حق میں نہیں ہوں۔ کیونکہ بہر حال لانگ مارچ کے نقصانات زیادہ ہو سکتے ہیں۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ بیک ڈور رابطے جاری ہیں اور امید ہے کہ الیکشن کے معاملے پر مفاہمت ہو جائے گی۔ اصل میں الیکشن کی تاریخ پر ضد بازی چل رہی ہے۔ ایک کا موقف ہے کہ فوری الیکشن ہوں جبکہ دوسرے کا موقف ہے کہ اگست 2023ء میں الیکشن ہوں گے۔ تو درمیان میں مفاہمت کرانے والا گروپ کوئی نہ کوئی درمیانی تاریخ طے کروا دے گا اور معاملہ حل ہو جائے گا۔

سوال: آئی ایم ایف نے پاکستان کی شرح نمو 3.5 طے کی ہے۔ آئندہ جو حکومت منتخب ہو کر آئے گی وہ پاکستان کو درپیش معاشی چیلنجز کا مقابلہ کیسے کر پائے گی؟

رضاء الحق: آئی ایم ایف نے یہ شرح نمو کی فگر دی ہے لیکن ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ یہ سیلاب سے پہلے کی بات ہے۔ سیلاب میں پاکستان کو تقریباً 28 بلین ڈالر معاشی نقصان ہوا ہے۔ ابھی اسحاق ڈار بھی کوششیں کر رہے ہیں کہ قرضہ پر دوبارہ بات چیت ہو۔ تقریباً 27 بلین ڈالر کی ادائیگی اس سال کرنا ہے۔ گزشتہ سال کے دوران پاکستان کے بانڈ 60 فیصد گر چکے، انفلیشن ریٹ کے فگر 25 فیصد ہیں جو دنیا بھر میں دس فیصد دکھائی دے رہی ہے۔ کرنسی میں ڈالر دوبارہ نیچے آ رہا ہے حالانکہ دنیا بھر کی تمام کرنسیاں ڈالر کے مقابلے میں نیچے جا رہی ہیں۔ پھر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی طرف سے یہ بات آ رہی ہے کہ دنیا کی اکانومی انہدام کی طرف جا رہی ہے۔ بہر حال چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کے لیے ہمارے پاس ایک ہی راستہ ہے کہ اسلام کا معاشی نظام (غیر سودی معیشت) کا نفاذ شروع کر دیا جائے۔ اگر 1991ء کے سود کے خلاف فیصلے کے مطابق ہم چل رہے ہوتے تو ہم معاشی بہتری کی طرف گامزن ہوتے۔ بہر حال اب بھی اگر ہم 2022ء کے فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کے مطابق عمل کریں تو بہتری آ سکتی ہے۔ فیصلہ دینے والے بنچ کے اہم رکن محمد نور مسکان زئی صاحب تھے جو پچھلے دنوں شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ یہ بہت اہم فیصلہ تھا جس میں ایک روڈ میپ دے دیا گیا تھا کہ آگے کیا کرنا ہے۔ لیکن کچھ لوگ اپیل لے کر سپریم کورٹ چلے گئے ہیں، اگر یہی کرتے رہیں گے تو پھر ہمارے پاس معاشی مشکلات سے نکلنے کا کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام کے معاشی نظام کو سمجھنے والے معروف معیشت دان نشاندہی کر چکے ہیں کہ جب تک ربا کو ختم نہیں کریں گے اور غیر سودی معیشت لے کر نہیں آئیں گے اس وقت تک کوئی حل نہیں ہے۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

بقیہ: سیمینار

اوریا مقبول جان (معروف صحافی اور کالم نگار): ٹرانس جینڈر قانون ہمارے خاندانی نظام پر حملہ اور آبادی کم کرنے کی عالمی سازش کا حصہ ہے۔ مغرب کا خاندانی نظام تباہ و برباد ہو چکا ہے اور طاغوتی قوتوں کی مکمل کوشش ہے کہ مسلمان ممالک کے معاشرتی اور خاندانی نظام کو ملیامیٹ کر دیا جائے۔ عورت کو مظلوم ظاہر کرکے اس کی آڑ میں سیکولر طبقہ عورت کو معاشرے میں کھلی آزادی دینے کی بات کر رہا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ اسلام کی بنیاد پر قائم ہونے والے ملک میں ایسا قانون بن جاتا ہے اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔ وفاقی شرعی عدالت میں اس قانون کو کالعدم قرار دینے کے لیے پٹیشن پر سماعت جاری ہے۔ عوام کو اس قانون کے خلاف اپنی آواز بلند کرنا ہوگی۔

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ (نائب امیر جماعت اسلامی): اس وقت اسلامی تہذیب کے خلاف عالمی سطح پر ایک جنگ برپا ہے۔ مذہبی جماعتوں کو مل کر طاغوت کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ ٹرانس جینڈر ایکٹ ہمارے گھریلو نظام اور معاشرے کو تباہ کرنے کی سازش ہے۔ پاکستان کو صرف اسلامی معاشرتی نظام کے نفاذ سے سربلندی مل سکتی ہے۔ اسلام نے عورت کو حقیقی آزادی دی ہے جبکہ مغرب نے آزادی کے نام پر عورت کی تذلیل کی ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ عوام مغرب کی گھناؤنی سازشوں کا مقابلہ کریں۔

❁❁❁

اصلاح امت کا فریضہ

ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت امت مسلمہ اپنے نازک دور سے گزر رہی ہے اور حالات انتہائی کٹھن اور نا مساعد ہیں لیکن اتنے بھی مشکل نہیں کہ جن کا علاج ناممکن ہو، ہمارا معاشرہ عرب کے اس معاشرے سے زیادہ برا نہیں ہے جسے دور جاہلیت کہا جاتا ہے۔ دین اسلام نے جب اس کی تمام برائیوں اور خرابیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور وہ معاشرہ انسانیت کی تاریخ کا مثالی معاشرہ بن گیا جو رہتی دنیا تک انسانیت کے لیے مینارۂ نور ہے تو ناامید ہونے کی کوئی ضرورت نہیں! تاہم اس کے لیے ضروری ہے کہ اس امت کے علماء، مصلحین اور داعی حضرات وہی طریقہ کار اپنائیں جس کو امام کائنات نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنایا تھا۔

جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿٢١﴾﴾ (الاحزاب)

''(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے' (یہ اُسوہ ہے) ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ سے ملاقات اور آخرت کی امید رکھتا ہو اور کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتا ہو۔''

اپنی دعوت کا نکتۂ اساس عقیدہ توحید کو بنائیں جو تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کی دعوت کا بنیادی نکتہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ﴾ (نحل:36)

''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی اس بات پر شاہد ہے کہ دعوت کی ابتدا دعوت توحید سے ہونی چاہیے اور اس امر پر کوئی مداہنت اور سودے بازی روا نہیں!

آج اس امت میں سب سے زیادہ خلل بھی عقیدۂ توحید کا ہے بنا بریں نوبت بایں جا رسید کہ شرک اکثریت میں رچ بس گیا ہے! والعیاذ باللہ!

کفار مکہ کلمہ توحید کے مفہوم اور تقاضوں کو سمجھتے تھے کہ اس کلمہ کو تسلیم کرنے کا مطلب ہے اکیلے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تمام معبودانِ باطلہ کا انکار۔ تبھی تو انہوں نے اس کلمہ کا اقرار نہیں کیا بلکہ کھلی دشمنی اور عناد پر اتر آئے۔ جبکہ آج کے مسلمان یہ کلمہ تو پڑھتے ہیں لیکن افسوس کہ وہ اس کے معنی، مفہوم اور تقاضوں سے بالکل نابلد اور قطعی طور پر ناآشنا ہیں!

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء امت اور مصلحین ملت عقیدۂ توحید کے پرچار اور نشر و اشاعت میں اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائیں اور اس چیز کو اپنی دعوت کا محور بنائیں لیکن یہاں پر بھی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت بیشتر جماعتیں اور تحریکیں جو امت کی نشاۃ ثانیہ کے لیے میدان عمل میں ہیں، عقیدہ توحید ان کے منشور میں ہی نہیں ہے بلکہ ان میں سے بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں ہم امت کو جوڑنا چاہتے ہیں عقیدہ توحید کی بات کریں گے تو لوگ ہم سے دور ہو جائیں گے۔ والی اللہ المشتکی!

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((لن يصلح آخر هذه الأمة إلا بما أصلح أولها))

''اس امت کے آخر کی اصلاح بھی اسی نہج پر ہوگی جس پر اس امت کے اوّل کی اصلاح ہوئی ہے۔''

(اقتضاء الصراط/ص:367)

معلوم ہوا کہ امت کی نشاۃ ثانیہ کے لیے کسی نئے تجربے یا نئے علاج کی ضرورت نہیں ہے بلکہ امت کے تمام امراض کا مداوا اور اصلاح کا طریقہ کار آج سے چودہ صدیاں قبل اتر چکا ہے۔

قارئین کرام! قطع نظر عوام کے بعض خواص جو دعوت کے میدان کے ''شہسوار'' سمجھے جاتے ہیں، وہ بھی صرف توحید ربوبیت کو بیان کرتے ہیں؛ جس کا اعتراف مشرکین مکہ بھی کیا کرتے تھے! جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٦١﴾﴾ (العنکبوت) ''اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ زمین و آسمان کا خالق اور سورج چاند کو کام میں لگانے والا کون ہے؟ تو ان کا جواب یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ، پھر کدھر الٹے جا رہے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ اصول بھی پیش نظر رہے کہ عبادات توقیفی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہی عبادات کی جائیں گی جن کا ثبوت کتاب وسنت میں ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے اور سنت کے مطابق ادا کی جائیں، اپنے مذاہب اور خود ساختہ طریقوں کو چھوڑ کر صرف اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل پیروی کی جائے۔

علاوہ ازیں اپنے اخلاق اور معاملات کو بھی منہج نبوی کے سانچے میں ڈھالا جائے، نیز حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی بھی ادائیگی یقینی بنائی جائے اور اپنی معیشت وتجارت کو بھی اسلامی اصولوں کے مطابق بنانا چاہیے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ اصلاح امت کے اس طریقہ کار کو ''تصفیہ اور تربیہ'' سے بھی تعبیر کرتے ہیں، یعنی اپنے عقائد و اعمال اور سلوک واخلاق کو درست کر کے امت کے دیگر افراد کی تربیت اسی اساس اور منہج پر کی جائے۔

اصلاح کا عمل اپنی ذات سے شروع کیا جائے پھر اپنے گھر، محلہ، اعزہ و اقارب سے ہوتا ہوا امت کے دیگر افراد تک پھیل جائے، اس طریقے سے ایک صالح اسلامی معاشرے کی داغ بیل ڈالی جائے گی، ایسا معاشرہ کہ جس کی اکثریت صحیح عقائد و اعمال کی حامل ہوگی، اب ایسے صالح و مصلح معاشرے پر جو حکمران ہوں گے وہ بھی اچھے اور صالح ہی ہوں گے لیکن اس طریقے سے ہٹ کر یہ کہنا کہ حکومتی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینے اور حکمرانوں کا قبلہ درست کرنے سے حالات کی اصلاح ہو جائے گی اور امت سربلند ہو جائے گی تو یہ سراسر اپنے آپ کو فریب میں مبتلا کرنے کے مترادف ہے؛ کیونکہ اصلاح نیچے سے اوپر تلے ہوگی، صالح فرد ہی سے صالح قوم اور صالح قوم سے ہی صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

تاریخ کے بعض ادوار میں یہ مقولہ معروف ہوا تھا کہ جیسی رعایا ویسے حکمران!

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٢٩﴾﴾ (الانعام) ’’اور اسی طرح ہم ظالموں کو ان کے اعمال کے سبب جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے پر مسلط کر دیتے ہیں۔‘‘

قارئین کرام! بتانا یہ مقصود ہے کہ صرف حکمران طبقے کو کوسنے اور انہیں قصوروار ٹھہرانے کے بجائے ہمیں من حیث القوم اپنے گریبان میں بھی جھانکنا چاہیے کہ کہیں یہ ظالم حکمران ہمارے ہی کرتوتوں کی وجہ سے تو ہم پر مسلط نہیں ہیں!؟

ہم اپنی چھوٹی سی ذات اور اپنے حلقہ احباب میں تو اسلام نافذ نہیں کر سکتے لیکن حکمرانوں سے یہ مطالبہ کرتے نہیں تھکتے کہ وہ پورے ملک پر اسلام نافذ کیوں نہیں کر دیتے!؟

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض مصلحین کا یہ قول مجھے بے حد پسند ہے جس میں انہوں نے کہا: ’’تم اسلامی ریاست کی اقامت اپنے دلوں میں کرو، تو وہ زمین میں بھی تمہارے لیے قائم ہو جائے گی۔‘‘

حاصل کلام یہ ہے کہ علماء کرام اور اصلاح امت کے فریضے سے وابستہ افراد کی یہ ذمے داری ہے کہ امت کی اصلاح کے اس طریقہ کار کو اپنائیں جس پر نصوص شرعیہ اور اسوہ رسول ﷺ کا نور ہے اور اپنی دعوت کی اساس عقیدۂ توحید کو بنائیں نیز عبادات، سلوک و اخلاق و جمیع معاملات میں رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع اور پیروی کریں، تصفیہ اور تربیہ کے زریں اصولوں پر کاربند ہو کر اس عظیم نصب العین کے لیے اپنے اپنے حصے کے چراغ روشن کر دیں، اخلاص کے ساتھ کوشش ہم کریں، کامیابی اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔

محرومِ تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے\
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اَوروں کو بھی دِکھلا دے

اللہ تعالیٰ سے خلوصِ دل کے ساتھ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اسلام کے سائے میں عروج اور سربلندی سے ہم کنار کر دے، ذلت اور ادبار کے یہ گھٹاٹوپ اندھیرے چھٹ جائیں، اور ہم سب مسلمان عقیدہ توحید اور اسوۂ رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں یک جان دو قالب کی عملی تصویر بن کر دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو جائیں!

❁❁❁

کارسازِ ما بہ فکرِ کارِ ما

شاعر: خلیفہ عبدالحکیم

خالقِ کونین وہ ربِ قدیر\
جس نے بچپن میں بہائی جوئے شیر\
چھوڑ دے کیوں حاجتِ برنا و پیر\
کیا نہیں وہ حال کا میرے خبیر\
’’کار سازِ ما بہ فکرِ کارِ ما\
فکرِ ما درکارِ ما آزارِ ما‘‘

اس کے آگے کیا ہے میری احتیاج\
جو کرے سارے جہاں کا کام کاج\
ذرے ذرے میں ہے قائم جس کا راج\
دکھ دیا جس نے وہی دے گا علاج\
’’کار سازِ ما بہ فکرِ کارِ ما\
فکرِ ما درکارِ ما آزارِ ما‘‘

مُور سے لے کر ملائک تک کا رب\
ایک دم غافل نہیں جو روز و شب\
ہے سپرد اُس کے یہ نظم و نسق سب\
بدگمانی ہے یہاں ترکِ ادب\
’’کار سازِ ما بہ فکرِ کارِ ما\
فکرِ ما درکارِ ما آزارِ ما‘‘

ڈر نہ طوفاں سے کہیں ساحل بھی ہے\
ہر رہِ دشوار کی منزل بھی ہے\
کشتِ محنت کا کہیں حاصل بھی ہے\
گردِ صحرا میں کہیں محمل بھی ہے\
’’کار سازِ ما بہ فکرِ کارِ ما\
فکرِ ما درکارِ ما آزارِ ما‘‘

جو خزاں کے بعد لاتا ہے بہار\
خیر میں ہے صرف جس کا اختیار\
چاہے تو صحرا کو کر دے لالہ زار\
کافرِ نعمت ہے جو ہو سوگوار\
’’کار سازِ ما بہ فکرِ کارِ ما\
فکرِ ما درکارِ ما آزارِ ما‘‘

میری جدوجہد کی توقیر کیا\
میں بھلا کیا اور مری تدبیر کیا\
میں کروں تقدیر کی تعمیر کیا\
اور اپنے حال میں تغییر کیا\
’’کار سازِ ما بہ فکرِ کارِ ما\
فکرِ ما درکارِ ما آزارِ ما‘‘

(انتخاب از کلامِ حکیم)

’’کار سازِ ما بہ فکرِ کارِ ما — فکرِ ما درکارِ ما آزارِ ما‘‘

’’ہمارے کام بنانے والا تو اوپر بیٹھا ہے لیکن جب ہم خود اپنے کام کی فکر کرنے لگتے ہیں تو مشکل میں پڑ جاتے ہیں۔‘‘

یعنی میرا کارساز میرے کام کی فکر میں ہے اور اپنے کام کی خود فکر کرنا میرے لیے آزار کا موجب بن جاتا ہے۔ انسان کی فکر محدود ہے، علم محدود ہے اور عقل محدود ہے، تو جب وہ خود تدبیر کرے گا تو لازماً ٹھوکر کھائے گا اور اپنے لیے مصیبت کھڑی کر لے گا۔ تو کیا ’’تفویض الامر الی اللہ‘‘ آسان ترین نسخہ نہیں ہے کہ ’’اپنے کام کو اللہ کے حوالے کر دو‘‘ اور کسی کام کا اللہ کے حوالے کر دینے کا انتہائی یقینی طریقہ یہ ہے کہ آپ اس کے کام میں لگ جائیں۔

کوئی پرسان نہیں غموں کا......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

سبھی کو پاکستان کے بگڑتے حالات کی فکر ہے سوائے حکمرانی کی 'میوزیکل چیئرز' کھیل کھیلتے کرسی طلب 'قوم کی غم خواری کے دعویداروں' کے۔ کرسی کے گرد دھماچوکڑی مچی ہے۔ لانگ مارچ مچانے میں قوم کا پیسہ (سیکورٹی کے لیے) اپریل سے اب تک دونوں ہاتھوں سے لٹانا پڑ رہا ہے۔ اب بھی پی ٹی آئی مارچ کے خدشے سے سندھ سے ایک ہزار پولیس اہلکار روانہ ہوئے ہیں جن کا خرچ وفاق برداشت کرے گا اور بھی نجانے کہاں کہاں سے آتش افروز تقاریر کے ہاتھوں حسب سابق گھر پھونک تماشے کھڑے ہوں گے۔ سو کنٹینر، پولیس، جلسے، جلوس نجانے کتنے پیداواری دنوں سے قوم کو محروم کر کے انتشار اور افراتفری کا طوفان کھڑا کریں گے۔ کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری۔

خان صاحب کی عمر اب پوتے نواسے کھلانے کی آ چکی ہے۔ اسٹیج سے اتر کر اولاد کی طرف لوٹیں تو دل گداز ہوگا، نرمی اور رافت، احساسِ ذمہ داری پیدا ہوگا۔ قوم پیچھا چھوڑے، ان کی عام معافی کا اعلان کر دے۔ بنی گالہ رہیں یا برطانیہ، خود بھی قرار سے بیٹھیں ملک میں اٹھتے گرد باد بھی تھمیں۔ یہ مرفوع القلم ہونے کو ہیں، کہتے ہیں: 'رکھ کے کیا کرتا، تحفے آخر بیچنے ہی تھے'۔ ایسی بہکی بہکی کرنے والے سے کیسی باز پرس جبکہ اس کے باوجود وزارت عظمیٰ کا چاند ہی کھیلن کو مانگتے رہیں۔

ورلڈ بینک، آئی ایم ایف (ہمارے غم خوار!) یونیسیف، چین سبھی، ہمیں اور دنیا کو سیلاب یاد دلا رہے ہیں، مگر یہاں کس کو پروا ہے۔ بڑے شہروں اور بڑے لوگوں کے شب و روز دیکھ لیجیے، یوں گویا راوی چین ہی چین لکھ رہا ہے۔ سیلابی علاقوں میں شدید غذائی قلت، 16 لاکھ بچے متاثر، 10 لاکھ افراد صاف پانی سے محروم، ہنگامی امداد کی سفارش! چینی 'ڈیزاسٹر مینجمنٹ' وفد یہ رپورٹ پیش کر رہا ہے۔ ہمیں سیاسی ڈیزاسٹر مینجمنٹ سے فرصت ملے تو سیلابیوں کو دیکھیں۔ آئی ایم ایف کو بے روزگاری بڑھنے کا خدشہ ہے۔ ورلڈ بینک دنیا کو مدد دینے کو ہانک پکار رہا ہے۔ پاکستان کو اصلاحات کرنے کی تلقین کر رہا ہے۔ حکومت ہر طرف سے قرضے معاف، مؤخر کروانے اور بھیک اکٹھی کرنے کی مہم پر ہے۔ نوجوان اتنے فارغ کہاں کہ ملک وملت کا غم کھائیں، ان کے پاس تو تعلیم حاصل کرنے اور ڈھنگ سے پڑھ لکھ لینے کی فرصت نہیں۔ دھواں دھار بیٹنگ بالنگ چوکے چھکے اعصاب شکن کرکٹ مقابلوں نے ہلکان کر رکھا ہے۔ گھروں سے نوجوانوں کی میچ پر فلک شگاف نعروں کی دھواں دھاری ان کی حب الوطنی، ملک وقوم سے محبت کی آئینہ دار ہے، اسی کو کافی سمجھیے! والدین پیٹ کاٹ کر اعلیٰ تعلیم کے لیے نجی اداروں میں بھیجتے ہیں۔ جوان اولاد اپنا بوجھ، ذمہ داری خود کیا اٹھاتی، باپ بہنوں کی مدد کو کیا آتی، تماشوں میں مگن ہے۔ اور بھی غم ہیں زمانے میں پڑھائی کے سوا۔

اعلیٰ تعلیم کس ''اعلیٰ درجے'' کی ہے۔ دیگ کا ایک دانہ کافی ہے (ایسے کئی آپ دیکھ چکے ہیں)۔ پشاور NCS (نجی یونیورسٹی) میں بدترین، غیر اخلاقی عریاں حلیے میں فحش ناچ کی وڈیو وائرل ہوئی۔ نوجوان طلبہ چہار جانب جمگھٹا کیے تعلیم و تربیت کے گہوارے میں محظوظ ہوتے پائے گئے۔ یہ آئے دن کی کہانی سبھی 'اعلیٰ تعلیمی مراکز' میں دیکھی جا سکتی ہے۔ کراچی کے معروف ادارے 'IBA' میں بھی یہی سب ہو چکا۔ لوگوں کے واویلے پر سوئے ہوئے ذمہ داران اٹھ کر نوٹس لینے کا اعلان کر دیتے ہیں۔ اشک شوئی اقدامات اگلے پروگراموں کی راہ ہموار کر دیتے ہیں۔ نوجوان عیش وطرب کے دلدادہ، راتوں رات امیر بن جانے کے نسخے تلاش کرتے، بے ہدف غیر ذمہ دارانہ زندگی کا چلن پیش کر رہے ہیں۔ یہ عالمی سطح پر بلائیں جوانیاں نگل رہی ہیں۔ اس وقت انٹرپول کے مطابق 200 ممالک میں پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لیے مالیاتی اور سائبر جرائم سب سے بڑا مسئلہ ہیں۔

حکومتی بیان جاری ہوا ہے: 'پاکستان ماحولیاتی تبدیلی کے خلاف حالت جنگ میں ہے۔' پاکستان کے تناظر میں یہ بیان نہایت درست یوں ہے کہ ماحولیاتی (تباہ کن) تبدیلیوں نے موسمیاتی تبدیلی پیدا کی ہے۔ گزشتہ 20 سالوں میں روشن خیالی ہی روشن خیالی میں ہم نے معاشرے کو تاریکیوں سے بھر دیا۔ پورا ماحول آلودگیوں سے اٹ گیا۔ پاکیزگی اور تقدس پامال ہوا۔ عورت نے گھر کو خیر باد کہہ کر سڑکوں بازاروں، شاپنگ مالز، بل بورڈوں، فیشن انڈسٹری، ماڈلنگ کی راہ لی۔ مہذب لباس جاتا رہا۔ کم سے کم ترین۔ کالی اسکرینوں، موبائلوں، سوشل میڈیائی تماشوں، تماش بینوں کو فراوانیوں نے ماحول کو سفلہ پن، سطحیت اور بالآخر مجرمانہ سفاکی سے بھر دیا۔ نسوانیت، نسائیت کا تقدس مٹنے لگا، شہوانیت چھا گئی۔ ماحولیاتی تبدیلی بپھر کر موسمیاتی طوفان بن کر اٹھی۔ پورا ملک تھپیڑوں کی زد میں تھا۔ کاش آپ بروقت کمربستہ ہو جاتے۔ حالت جنگ میں تو ہم سود خوری کی بنا پر پہلے ہی (قرآن کے فرمان کے مطابق) ڈھٹائی سے خم ٹھونکے کھڑے تھے۔ 'اس کے بعد اس کی قوم پر ہم نے آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا۔ ہمیں لشکر بھیجنے کی کوئی حاجت نہ تھی۔' (یٰسین: 28) اللہ کی گرفت خاموشی سے آن پکڑتی ہے۔ کلمح بالبصر۔ آن کی آن میں۔ پلک جھپکنے میں اللہ کا حکم آن کھڑا ہوتا ہے۔ سو شرق تا غرب موسمی تھپیڑوں نے ہمیں آلیا۔

سیلاب زدہ علاقوں کی خبروں کو سیاسی بگولوں، معاشی جھکولوں نے بلیک آؤٹ کر رکھا ہے۔ وبائیں، بیماریاں، ڈینگی، دواؤں، ڈاکٹروں، طبی سہولتوں، خوراک، صاف پانی کی کمیابی۔ ابھی تک کھڑا پانی۔ اس پر مستزاد کچھ علاقوں پر دیمک کی یلغار۔ حکومت اور رؤسا کے پاس فرصت کہاں۔ پنبہ کجا کجا نہم۔ وہ سو چھیدوں والی جھولی پھیلا کر انہی کے لیے بھیک اکٹھی کر رہی ہے۔ علماء، دینی جماعتوں اور ان کے خدمتی اداروں نے وقت لگایا۔ ان مسکینوں لاچاروں کو اللہ سے جوڑ دیں۔ دنیا تو لٹ گئی۔ صبر کے بدلے جنت پکی ہو جائے۔ حکومت بھی عوام کی خیر خواہ ہی ہے۔ ہمہ گیر صبر سکھاتی ہے۔ گیس بجلی، بنیادی ضروریات سے محرومی دے کر۔ دفتروں میں نارواہلوں، راشن کی، سستے آٹے دال کی جھانسوں کی لائنوں میں رلتے رلاتے مر جائیں گے۔ کلمہ پکار ہے تو آگے گریس مارکس (رحمدلی کے نمبر) لگ جائیں گے۔ سو حکمران کہتے ہیں: پھر اس کے بعد کا ہر منظر سہانا ہے۔ آخر ہم سب شکر گزاری کیوں نہ کریں اپنے سے کمتر، مشکل تر حالات میں گرفتاروں کو دیکھ کر۔ ہم عزت آبرو سے شہروں میں مر کر جنازہ اور تدفین اپنے پیاروں کے ہاتھوں پاتے ہیں۔ کیا یہ نعمتِ عظمیٰ کم ہے؟

”سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات“

14۔ پیداوار کی تحدید:

منافع کی سطح کو سود کی سطح کے مطابق اونچا رکھنے کی وجہ سے کساد بازاری (Market Decline) کا خطرہ رہتا ہے۔ اس خطرے کو ٹالنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اشیاء کی پیداوار کو محدود کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے پیداوار کو اس سطح سے آگے نہیں بڑھنے نہیں دیا جاتا، جس سے منافع کی بلند ترین سطح ممکن ہو سکے۔ امریکا میں ہر سال اربوں ڈالر محض زرعی پیداوار کو کم کرنے پر خرچ کیے جاتے ہیں۔ چونکہ اتنی بڑی رقم فاضل نہیں ہوتی چنانچہ یہ رقم سودی قرض پر حاصل کی جاتی ہے۔ انسانی محنت اور وسائل کے ضیاع کی اس سے زیادہ عبرت ناک مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

15۔ سرمائے کی وافر فراہمی کو روکنا:

سرمایہ دارانہ نظام کو سب سے بڑا خطرہ اس بات سے ہوتا ہے کہ سرمایہ اس قدر وافر نہ ہو جائے کہ سود بہت کم یا ختم ہی ہو جائے۔ اس مقصد کے لیے Bank Reserve کا حربہ اختیار کیا جاتا ہے۔ جس قدر Reserve زیادہ ہوگا، سرمائے کی فراہمی اسی قدر محدود ہوگی۔ مزید یہ کہ بے روزگاری اور قیمتوں میں اضافے سے بچتوں پر منفی اثر ہوتا ہے جس سے سرمائے کی فراہمی ویسے ہی محدود ہو جاتی ہے۔

16۔ حکومت کے آمدنی سے زیادہ اخراجات:

سرمایہ دار طبقہ اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے حکومتوں کو باور کراتا ہے کہ کساد بازاری میں اضافہ (جو کہ سود کا ہی استحصالی مظہر ہے) حکومت کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے۔ لہٰذا لوگوں کو روزگار مہیا کرنے اور ان کی قوتِ خرید بڑھانے کے لیے حکومت کو اپنے اخراجات اپنی آمدنی سے زیادہ رکھنے چاہئیں۔ دنیا کی بیشتر حکومتیں (بشمول پاکستان) سرمایہ داروں کے اس جال میں گرفتار ہیں۔ اس طرح بجٹ میں خسارے (Budget Deficit) کی تلافی کے لیے انہیں سرمایہ داروں سے مزید سودی قرضے لیے جاتے ہیں جن کا بوجھ بھی بالآخر عوام کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

17۔ افراد، تعمیری اداروں اور ملکی آمدنی کے کثیر حصے پر سرمایہ داروں کا قبضہ:

حکومتوں کو اپنے جال میں پھانسنے کے بعد سرمایہ دار طبقہ انہی حکومتوں کو اپنے استحکام کا ذریعہ بنا لیتا ہے۔ یہ طبقہ نہ صرف افراد اور تعمیری اداروں کی آمدنی کے ایک کثیر حصے کا مالک بن جاتا ہے بلکہ ملکی آمدنی کے اس کثیر حصے پر بھی قابض ہو جاتا ہے جو قرضوں پر سود کی شکل میں حکومتوں کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح ہر سال کھربوں روپیا قرض لیا جاتا ہے اور اربوں روپیا سود ادا کیا جاتا ہے۔

بحوالہ ”سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات“، از حافظ انجینئر نوید احمدؒ

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 188 دن گزر چکے!

Quote on Riba

“USURY is the cancer of the world,
which only the surgeon’s knife of Fascism
can cut out of the life of the nations.”

Ezra Pound (American poet and critic)

ناقدری نہ کیجیے۔

آخر نشتر اسپتال ملتان سے 56 لاوارث لاشیں بھی تو منظر عام پر آئیں۔ وہ جو جنگل کے وحشی قبیلوں کے رہنے بسنے والے تو نہ تھے۔ ترقی کے بلند بانگ دعووں کے بیچ یہ سب پس پردہ جاری رہتا ہے۔ مسخ شدہ گلتی سڑتی لاشیں ڈھیر کی صورت چھت پر پھینکی گئیں۔ مگر آپ پریشان نہ ہوں۔ سرکاری انکوائری کے لیے 6 ممبروں کا کمیشن بنا دیا گیا ہے۔ انہی کمیشنوں کی طرح جن میں سے ایک شرمناک، المناک جاوید اقبال اسکنڈلوں والا لاپتا افراد کمیشن تھا۔ سرکار کو ایسی خبروں پر ایک دو دن پریشانی ہوتی اور سوالوں کے جواب دینے پڑتے ہیں۔ پھر میڈیا اگلی خبروں پر چل پڑتا ہے۔ کس میں جرأت ہے کہ پوچھے ایسی لاشوں کا جواز! ڈی این اے ٹسٹ سے فوری شناخت کے اس دور میں بھی انہیں خاموشی سے اٹھا کر دفن کر دیا گیا! قبل ازیں لاہور میں سینکڑوں ایسی میتیں دفن کروا دیں ایدھی سینٹرز کے ذریعے۔ ہزاروں دید کی پیاسی آنکھیں گھر کے دروازے پر اپنے پیارے لاپتگان، جبری گمشدگان کی آہٹ کے منتظر بینائی شنوائی کھو کر خود قبروں میں اتر گئے۔ دہشت گردی نامی کوئی بلا ہے تو اس سے بھاری دہشت گردی اور کیا ہوگی۔ بین الاقوامی قوانین کے تحت تو یہ جرم ہے۔ تاہم عالمی جنگ کی مددگاری کی بنا پر پاکستان کو یہ استثناء حاصل رہا کہ دنیا نے انہیں ہلکے پھلکے بیان دے کر چھوڑ دیا۔ چشم پوشی رکھی۔ یہ خونِ خاک نشیناں تھا رزق خاک ہوا۔ اس کا جواب ایک ہی دفعہ مانگا جائے گا اور وہ دن بڑا بھاری ہوگا جس پر ایمان ہم بھلا بیٹھے۔ یہ مقدمہ اسی فرد جرم کے تحت جوابدہی طلب ہوگا: ’جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی؟‘ (التکویر: 9،8)

ہمارے اپنے جھگڑے لامنتہا، تصفیہ طلب ہیں۔ اسی کے بیچوں بیچ وزیر اعلیٰ پنجاب دیوالی کا کیک کاٹ رہے ہیں اور بھارت مسلمانوں پر اندھا دھند قیامت ڈھا رہا ہے۔ حجاب، نماز، اذان جرم بنا دی ہے۔ کشمیر پر مظالم بھی لامنتہا ہیں۔ ان بے یار و مددگار مسلمانوں کے عرب (دبئی) بھائی دبئی میں فخر و انبساط سے دوسرے بڑے مندر کا افتتاح کر کے دبئی کو ’ہندو دوست‘ بنا رہے ہیں:

کوئی پرساں نہیں غموں کا ظفر
دیکھنے میں ہزار رشتے ہیں

❁❁❁

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ حسنہ

سید حامد

خالق عالم نے خاتم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو سب انبیا کرام علیہم السلام سے افضل و برتر قرار دیا ہے۔

آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ بہترین زندگی کا اعلیٰ نمونہ ہے، جس کا تجربہ انسانیت ابتدائے حیات سے اب تک کرتی آئی ہے۔ یہ زندگی اس انسان کامل کی زندگی ہے، جو دنیائے بشریت میں عبدیت و بندگی کا حقیقی نمونہ ہیں۔ آپ ﷺ وہ نابغہ ذات ہستی ہیں، جنہیں روئے زمین پر ''دانائے سبل مولائے کل ختم الرسل'' کے لقب سے نوازا گیا۔

آپ ﷺ کی زندگی اس قدر پرکشش اور جاذب ہے، جو دوستوں کو اپنی محبت کی بالاترین حد تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ وہ نمونہ کامل ہے جسے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ قرار دیا گیا جن کے بارے میں ارشاد رب العزت ہے کہ وہ رسول انہیں آیات سناتا ہے، تزکیہ اخلاق کرتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی بنا پر حضور ﷺ کو راہبر و معلم انسانیت کہا گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

ہادیٔ برحقؐ کو جس زمانے میں مبعوث فرمایا گیا۔ اس کی تصویر کشی اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم پیغمبرؐ کو ایسے زمانے میں مبعوث فرمایا، جب ایک عرصے سے کوئی پیغمبر مبعوث برسالت نہ ہوا تھا نتیجتاً قومیں خوابِ غفلت میں جا پڑی تھیں۔ عملیات کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا، ہر طرف جدل وجدال کی آگ بھڑک رہی تھی اور جہالت وذلالت کی ظلمتوں نے دنیا کو تاریک کر رکھا تھا، فریب کاری دھوکے بازی کی اعلانیہ عالم بشریت پر حکمرانی تھی۔

انسان کے رشد وہدایت اور عروج زندگی کے پتے مرجھا کر جل چکے تھے، بدبختی و بدنصیبی اپنے مکروہ اور بدنما چہرے کے ساتھ حضرت انسان کی حالت پر مسکرا رہی تھی۔ فتنہ وفساد اور بدقسمتی کا حاصل سوائے پریشانی، بربادی و تباہی کے کچھ نہ تھا، خوف وہراس اور خطرات کے بادل چھائے ہوئے تھے، عوام میں کوئی فرد محفوظ نہیں تھا، حکمرانوں، ظلم وجور اور خون آشام تلواروں کے سامنے کسی قسم کی پناہ گاہ نہیں تھی۔

لوگ بدترین حالت میں زندگی گزار رہے تھے۔ بتوں کی پرستش کا عام رواج تھا کوتاہیوں، برائیوں اور بدعنوانیوں نے لوگوں کے دست وبازو اور فکر وشعور پر تسلط جما رکھا تھا۔''

زور زبردستی اور سیم وزر کی حکومت، عوام کی بے کسی اور بے بسی صرف دنیائے عرب ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں یہی کیفیت تھی۔ ایسے وحشت ناک حالات اور گھٹن کے ماحول میں سرور کائنات ﷺ کی نجات بخش تبلیغ رسالت کا آغاز ہوا، جو ((وما ارسلنك الا رحمة للعالمين)) کے حامل تھے۔ آپؐ مختصر سی مدت میں دنیا کو مادیت اور حیوانیت سے انسانی مدارج کی اعلیٰ منزل اور اخلاقِ کریمہ کی صفاتِ حمیدہ کی طرف لانے میں سرفراز ہوئے۔

آپ ﷺ نے صراطِ مستقیم اور عدل وانصاف کے قیام اور عدالت الٰہی کی جانب راہ نمائی فرمائی آپ ﷺ کو خاص لطف الٰہی بھی حاصل تھا کہ آپؐ کی صدائے حق کی گونج اس وقت سے اب تک طویل ترین عرصے سے فضائے عالم میں سنائی دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرق و مغرب شمال وجنوب میں اسم ''محمد'' انتہائی عزت وکمال شوق اشتیاق سے پکارا جاتا ہے۔ آپؐ کے شیدائیوں اور فدائیوں کے دل آپ کے طاہر ومطہر وجود کی طرف ہمہ وقت مبذول رہتے ہیں۔

آج اسلام کا درد رکھنے والے اس جدوجہد میں مصروف ہیں کہ عالم کفر کے مقابلے میں مسلمانانِ عالم کا ناقابلِ تسخیر متحدہ مسلم محاذ بن جائے کیوں کہ بڑی طاقتوں نے انسانیت کو وحشت واضطراب کے گرداب میں پھنسا رکھا ہے۔ پوری دنیا ان کے حصار میں ہے، مسلم ریاستوں میں افراتفری انتشار کا شوروغوغا ہے۔

پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف فرنٹ لائن اتحادی کا کردار ادا کیا مگر اسے دہشت گردی کے دوزخ میں جھونک دیا گیا ہے۔ پاکستان کی اساس اسلام ہے جو دنیائے اسلام کی واحد ایٹمی قوت ہے۔ اسے غیر مستحکم کرنے کے لیے ابلیس عالم نئے ہتھکنڈے اور ایجنڈے لا رہا ہے۔

حضور ﷺ نے تو اپنے بے گانوں سے حتیٰ کہ جنگی قیدیوں سے بھی صلہ رحمی کا سلوک فرمایا۔ فتح مکہ کے موقع پر پیغمبر اسلام ﷺ نے عفو وفراخ دلی کی انتہا کر دی اور تمام کفار کو معاف فرما دیا اور انہیں بھی جو زندگی بھر آپ ﷺ کی مخالفت اور نقصان پہنچانے کے درپے رہے ان کو بھی معاف فرما دیا۔

آپ ﷺ ہی کے اخلاق کریمہ اور عفو ودرگزر کی حکمتِ عملی سے بڑے سے بڑا دشمن آپ ﷺ سے مرعوب ہو جاتا تھا۔ جانی دشمن اسلام کے پیروکار بنتے گئے، حضور ﷺ نے جنگوں میں تشدد اور مُثلہ بنانے سے منع فرمایا، جو دورِ جاہلیت میں روا تھے۔ آپ ﷺ نے عساکر کو ہدایت فرمائی کہ عورتوں، بوڑھوں، سفیروں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے۔

حدیثِ مبارکہ ہے کہ ''میری امت کے دو طبقے اصلاح کر لیں تو امت کی اصلاح ہو جائے گی اور اگر یہ دو طبقے فاسد ہوئے تو امت بھی فاسد ہو جائے گی۔ یہ دو طبقے کون سے ہیں ایک علماء اور دوسرے حکمران۔

ایک اور مقام پر فرمانِ رسالت ﷺ ہے کہ بہترین لوگ وہ ہیں، جن کے اخلاق اچھے ہوں، جو لوگوں سے محبت کرتے ہوں اور لوگ بھی ان سے دوستی رکھتے ہوں۔''

ایک حدیث میں ہے کہ ''جو جنت کا شوق رکھتا ہے نیکی کے کاموں میں جلدی کرے۔'' (کنز الاعمال)

اللہ تعالیٰ ہمیں پیغمبر اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

TANZEEM-E-ISLAMI

<u>SEMINAR PRESS RELEASE</u>: 22 October 2022

Lahore (PR): A Seminar organized by Tanzeem-e-Islami under the title:

"ٹرانس جینڈر قانون: اسلام کے معاشرتی نظام پر حملہ"

"The Transgender Act: An Attack on the Social Order of Islam"

was held on 21 October 2022 in Quran Auditorium 191 Ataturk Block, Garden Town, Lahore. In his keynote address, the Ameer of Tanzeem-e-Islami, **Shujauddin Shaikh**,said that the so-called Transgender Act is a threatening ploy against the social order and ideological identity of Pakistan. He proposed that if the banner bearers and representatives of the Dajjali civilization, nurtured under Western support, can unite in their opposition to Islam, then why can religious organizations and religious minded people not unite against the plans being hatched against Islam, Pakistan, and our society. There is no doubt that the legal struggle undertaken against this satanic law in the Senate and Federal Shariat Court holds importance, but there is a need to adopt the methodology of an all-encompassing yet peaceful mass revolutionary movement to obtain riddance from all such evils. Religious groups should stand firm like a concrete wall to combat the plots of the enemies of Islam. While addressing the seminar, the senior leader of Jamaat-e-Islami, **Senator Mushtaq Ahmad Khan**, said that the Transgender Act is a manifestation of the dilemma presented by the clash of Western and Islamic moral orders. Such an act of cultural terrorism is a part of the plan through which efforts are being made to de-Islamize Pakistan. He stated that religious groups must unite to escape all social evils and trajectories of colonial subjugation. In reality, this is a satanic strategy based on false and un-Islamic separation between 'sex' and 'gender'. According to this un-Islamic law, people can themselves determine whether they are male or female. In the very definition of "transgender", men and women have been given the license to come up with self-conjured self-perceived gender identity, expression and sexual orientations and inclinations, all contrary to medical facts. He also shared that an amendment bill has been presented in the Senate in order to eradicate this Shariah noncompliant law, and to protect the group which is actually oppressed i.e., intersex. The renowned religious scholar, **Syed Jawad Naqvi**, said that how can such an un-Islamic law, the Transgender Act, be prevented from being legislated in a 'democratic system' which was birthed from the womb of liberalism, where the majority's say is considered

absolute. There can be no change in this system through the practicing of democracy. The mere changing of faces is useless. What is required is the establishment of Allah's*(SWT)* system through revolutionary struggle. We must rise above sectarian divisions in order to guard Pakistan's Islamic foundations; else such laws will continue beingimplemented. Those lusting for power dislike the interference of religion in stately matters. Therefore, religious groups must unite to oppose liberalism. The renowned journalist and columnist, **Orya Maqbool Jan**, stated that the Transgender Act is a part of the global conspiracy to sabotage our family system, as well as decrease our population. The family system has already disintegrated in the West, and corruptive forces are hell-bent on eviscerating societal and family values from Muslim nations. It is quite surprising that such a law gets passed in a country founded on the basis of Islam, and no one catches wind of it. He said that hearings are being held in the Federal Shariat Court to declare this law as prohibited. The people must sound their voices against this law. While addressing the seminar, the Naib Ameer of Jamaat-e-Islami, **Dr. Fareed Ahmed Paracha**, said that a global war is being waged against Islamic values as we speak. Religious groups must join hands to oppose the corruptive forces at work. He said that the Transgender Act is a plot to destroy our family system. Pakistan's only hope for salvation lies in the establishment of the Islamic social order. The Markazi Nazim of Shoba Sam-o-Basr of Tanzeem-e-Islami, **Asif Hameed**, acted as the stage secretary during the seminar.

Issued by

Ayub Baig Mirza

Markazi Nazim, Press and Publications Section

Tanzeem-e-Islami Pakistan

Editor's Note: *This Press Release was issued on Sunday 01 March 2020, following the Seminar on the topic **"The Transgender Act: An Attack on the Social Order of Islam"** held under the auspices*

www.tanzeem.org تنظیمِ اسلامی

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی وسطی، قرآن مرکز جوہر کے رفیق جناب طارق مجیب وفات پا گئے۔ برائے تعزیت:0321-2433693

☆ حلقہ فیصل آباد کے ملتزم رفیق محمد ادریس رندھاوا وفات پا گئے۔ برائے تعزیت:0333-6593413

☆ تنظیم اسلامی گل گشت کے امیر محترم عمر عبدالرزاق کے بہنوئی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت:0300-4004389

☆ حلقہ جنوبی پنجاب، نیو ملتان کے رفیق محترم شیخ اعجاز الحق کے سسر وفات پا گئے۔ برائے تعزیت:0300-6321123

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.42

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore